سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

ای جہان منتظر خوش باش کاندر گلستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

نمبر ۵ — سلسلۃ الجدید جلد ۲

۷۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام۔ مطابق ۲۔ فروری ۱۹۰۶ء
جمعۃ المبارک

نمبر ۵ — سلسلۃ القدیم جلد ۵

سرچہ گوہم بانو گرآئی چہ اور قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ عہ

معاونین درجہ اول جنکو دو روپیہ پر اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے } ؎

معاونین درجہ دوم جن کو [illegible] پر اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے } [illegible]

معاونین درجہ سوم [illegible] عام قیمت پیشگی [illegible]

عام قیمت [illegible] فی پرچہ [illegible]

صاحب [illegible] اجرا سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار ادا نہ فرمائیں گے ان کی بجائے [illegible] ہوگی [illegible] مینیجر کے نام آنا چاہیئے۔ خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اسے [illegible] کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد میں [illegible] رسید زر اخبار میں چھاپی جاتی [illegible] رسید نہ دی جاوے گی روپیہ ارسال کرتے وقت [illegible] کرنا چاہیئے۔ مینیجر۔ [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمده از مادریم ۔ هم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق که قرآن نام اوست ۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد هست نام ۔ دامن پاکش بدست ما مدام
مهر او باشیر شد اندر بدن ۔ جان شد و با جان بدر خواهد شدن
هست او خیر الرسل خیر الانام ۔ هر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم هر آبے که هست ۔ زو شده سیراب سیرابے که هست
آنچه ما را وحی و ایمائے بود ۔ آن نه از خود از همان جائے بود
ما ازو یابیم هر نور و کمال ۔ وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست ۔ هرچه زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرهائے معاد ۔ هرچه گفت آن مرسل رب العباد
آن همه از حضرت احدیت است ۔ منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او همه حق اند و راست ۔ منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیاء سابقین ۔ آنچه در قرآن بیانش بالیقین
بر همه از جان و دل ایمان ماست ۔ هر که انکارے کند از اشقیاست
یک دمے دوری از آن عالی جناب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم۔ یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ سہ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ سہ بار۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

۲۶۔ جنوری ۱۹۰۶ء۔ ۱۔ فرمایا۔ دل مین ان مشکلات کا خیال تہا جو سلسلہ حقہ کی راہ مین ہین۔ تو الہام ہوا سفینۃٌ و سکینۃٌ۔ ترجمہ کشتی اور سکینت۔ ۲۔ دیکہا کہ ایک مربع شکل کا صندوق ہے جسمین دو خانے ہین ایک خانہ مین موت ایک عورت کی شکل مین بیٹھی ہے اور دوسرے خانہ مین اس کی لڑکی ہے۔ وہ عورت مجہے تلاش کرتی ہے اور وہ صندوق گاڑی کی طرح چلتا ہے۔ مین نے اس کو اشارے سے کہا کہ کچہ تاخیر کرو۔ تب وہ متامل سی رہ گئی۔

۲۷۔ جنوری ۱۹۰۶ء۔ ۱۔ الہام ہوا۔ ورڈ اینڈ ٹو گرس

۲۔ خواب مین دیکہا۔ کہ گویا ایک انگریز مذکورہ بالا الفاظ بار بار بولتا ہے پہر جب غور سے دیکہا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ انگریز نہین بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہین۔ جو الفاظ بول رہے ہین اور وہ بھی الہام انگریزی مین ہوا۔ اور ساتہ ہی اس کا ترجمہ بہی یعنی یہ کہ "دو ایک کلام اور دو لڑکیان"

۴۔ ایک کتاب دکہلائی گئی۔ اس پر لکہا تہا۔ لائف

۲۸۔ الہام۔ ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا۔

۲۹۔ خواب مین دیکہا۔ کہ زلزلہ آیا ہے اور زلزلہ شدید ہے لیکن نقصان کچہ نہین ہوا۔ اور ہم اٹہ کر ایک طرف کو چلے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ یہ بیداری ہے۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ تب مین نے کہا کیسہ خواب تہی۔

ہدایات برائے وصیت کنندگان

(۱) وصیت کنندگان وصیت کا مسودہ مولوی محمد علی صاحب سے طلب کرین اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کرین اور جہان جہان جگہ چہوڑی گئی ہے وہان حسب حالات خود خانہ پوری کرلین۔ وصیت کے لئے مضبوط کاغذ لگائین

(۲) جہان تک ممکن ہو۔ وصیت کی رجسٹری کرائی جاوے اور وصیت نامہ پر بطور گواہ ورثار وصیت کنندہ کے دستخط ہون اور ساتہہ ہی شہر یا گاؤن کے دو معزز گواہ ہون۔

(۳) وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہون یا ناخواندہ اپنے دستخط یا سوا اس کے علاوہ نشان انگوٹہا ضرور لگا دین اور جو خواندہ مین وہ دستخط بہی کرین۔ مرد اپنے بائین ہاتہ اور عورت دائین ہاتہ کا انگوٹہا لگاوے

(۴) اگر وصیت کنندہ لکہہ سکتا ہے تو اپنے ہاتہ سے وصیت لکہنی چاہیئے۔

(۵) وصیت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) وصیت کنندہ کے اگر کوئی خاص حالات ہون اور اس مین کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو وہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے جو انجمن کے مشیر قانونی ہین خط و کتابت کرین

(۷) پنجاب مین جو مکان اراضی ہین۔ اور ان کی راہ مین وصیت کرنے مین کچہ دقتین ہین۔ تو ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جایداد کو وصیت کرنا چاہتے ہین اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی مین ہبہ کر دین۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثار بازگشت کے اگر کوئی ہون۔ دستخط کرالین۔ جن سے ایسے ورثار کی رضامندی پائی جاوے اور جایداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین کے نام کرا دین لیکن ایسی صورت مین نئی پیدا کردہ جایداد کے متعلق ایسا ہی وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(۸) اگر مذکورہ بالا ریزولیوشن مین بھی دقت ہو۔ تو جس قدر جایداد کی وہ وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہین۔ اس کی قیمت بازاری مقرر کر کے یا اس کو فروخت کر کے زر ثمن کو یا قیمت مقرر کردہ کو مجلس کار پردازان قبرستان کے حوالہ کر دین۔ لیکن ایسی صورت مین جب وہ نئی جایداد پیدا کرین تو اس کے متعلق بہی انہین وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا۔

(۹) جو احباب کوئی جایداد نہین رکہتے۔ مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکہتے ہین۔ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کرین۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین اس وقت دیتے ہین۔ ان کو اس ۱/۱۰ مین شامل رہنے دین۔ یا وہ الگ کر دین۔ اگر وہ اپنے موجودہ چندون کو اس ۱/۱۰ حصہ مین شامل کرنا چاہتے ہین۔ تو جس طرح وہ چندہ بہیج رہے ہین وہ بہیجتے رہین۔ البتہ ان چندون کو منہا کر کے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کے نام بہیجین باقی خط و کتابت اس مجلس کے سکرٹری سے کرین۔ لیکن ان کو وصیت کرنی ہوگی کہ مرنے کے بعد ان کے متروکہ مین سے کم از کم ۱/۱۰ کی مالک انجمن ہو۔

جو صاحب مزید واقفیت قانونی دربارہ وصیت یا ہبہ یا بہ تعلق مجلس کار پردازان مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہین۔ وہ وصیت یا ہبہ لکہنے سے پہلے خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے کر سکتے ہین۔

(۱۰) کل روپیہ چندہ جو قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیت صورتہا متذکرہ بالا مین بہیجا جاوے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہیئے۔ "فنانشل سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح مقبرہ بہشتی قادیان" اور کسی شخص کے نام یا پتہ پر نہین آنا چاہیئے۔

(۱۱) وصیتین اور ہبہ نامے بعد تکمیل کے سکرٹری مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کے نام آنے چاہیئیں اور جو احباب اپنی آمدنیون کی حصے حسب قاعدہ ۹ دینا چاہین ان کی اطلاع بنام سکرٹری اور روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مذکور آنا چاہیئے۔ نوٹ۔ یہ وصیت اور ہدایات باجازت حضرت امام علیہ السلام صدر انجمن تجویز شائع کئے گئے ہین۔ خاکسار محمد علی از قادیان

احمدی اور غیر احمدی مین کیا فرق ہے

تقریر حضرت مسیح موعود۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء

گزشتہ اشاعت سے آگے

اسلام لوگون کے دلون مین گہر کر رہا ہے۔ یورپ اور ایشیا کے لوگ اندر ہی اندر اس بات کو بخوبی سمجہ رہے ہین کہ دیگر تمام ادیان باطل ہین۔ مگر دنیا سب کو محبوب ہو رہی ہے۔ یہ ایک زہر ہے۔ جو ایک منٹ کیا بلکہ ایک سیکنڈ مین ہلاک کر دیتا ہے۔ بڑا گناہ جو اس زمانہ مین پیدا ہوا ہے وہ حب دنیا ہی ہے۔ یہ ایک باریک زہریلا کیڑا ہے۔ جو کہ خوردبین سے بہی نظر نہین آتا۔ مسلمانون کے اندرونی فرقے بہی بخوبی جانتے ہین اور ان کی دل پہچانتے ہین۔ کہ کس فرقہ کے اصول عمدہ ہین۔ اور خدا تعالیٰ اس وقت کیونکر راضی ہو سکتا ہے۔ مگر ان کی اندرونی حالتین خراب ہین۔ قرآن شریف مین آیا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اے نبی ان کو کہدے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ اب دیکہنا چاہیئے۔ کہ کیا یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہین۔ کیا ان کی طرح آنحضرت سود لیتے تہے۔ یا مداہنہ کرتے تہے یا غفلت کرتے تہے۔ یا نفاق کہتے تہے یا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تہے۔ یہ سب باتین ان لوگون مین پائی جاتی ہین۔ اور ان کی حالتین وہ نہین رہین۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ہوا کرتی تہین۔ چاہیئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بسر کیا کرتے تہے۔ اسی طرح زندگی بسر کرین۔ تب سچے مسلمان ہو جائینگے۔ ان لوگون کے دلونمین اسلام کا مذہب نہین رہا۔ مگر کتب مین اور آثار مین اسلامی حقیقت موجود ہے صحابہ کی یہ حالت تہی کہ نہ دنیا ان سے پیار کرتی تہی اور نہ وہ دنیا سے پیار کرتے تہے۔ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت مین ایک نئی زندگی حاصل کی تہی۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ کیا ان لوگون کا قدم صحابہ کے قدم پر ہے ہرگز نہین۔ پس خدا تعالیٰ کا منشا اس سلسلہ کے قیام سے یہ ہے کہ لوگ پہر اس راہ پر چلنے لگین۔ آج کل تو لوگون کی یہ حالت ہے کہ تین تین آنہ کیواسطے جہوٹی گواہیان دیتے پہرتے ہین۔ کیا وکلا قسماً کہہ سکتے ہین کہ وہ عدالتون مین سچ بولتے ہین اور سچ کی پیروی کرتے ہین۔ وہ صرف اپنا پہلو بچا کر جہوٹ سچ جو کچہ ہو بولتے چلے جاتے ہین۔ کیا یہی دین ہے اور خدا تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تم مطلق العنان ہو جاؤ اور جہوٹ کو شیر مادر سمجہو۔ خدا نے جہوٹ کو شرک کے ساتہ ملا کر ہر دو کی ایک ہی جگہ ممانعت فرمائی ہے جیسا کہ خدا کو چہوڑ کر کوئی شخص بت کے آگے اپنا سر جہکاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ مین اسی کے ذریعہ سے پار ہو جاؤنگا۔ یہ کس قدر خرابی کی بات ہے اگر کہا جاتا ہے کہ تم جہوٹ کو چہوڑ دو۔ تو کہتے ہین کہ اس طرح تو گذارا نہین ہو سکتا یہ اور بہی بدبختی کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہین کہ وہ گذارا چلا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر مثال کے لئے مین اپنی ایک آپ بیتی سناتا ہون

سچ کی آزمائش

از انجملہ ایک واقعہ یہ ہے۔ کہ تخمیناً ۲۔ یا ۲ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید مین آریون کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع مین جسکا نام رلیارام تھا۔ اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر مین رہتا تھا۔ اور اسکا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت مین جسکی دونون طرفین کھلی تہین بھیجا اور اس پیکٹ مین ایک خط بھی رکھدیا۔ چونکہ خط مین ایسے الفاظ تھے جنمین اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تہا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تہی اس لئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا۔ کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ مین رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تہی۔ اور ایسے جرم کی سزا مین قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اس نے مخبر بنکر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرادیا۔ اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رویا مین اللہ تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھکو بھیجا ہے۔ اور مین نے اُسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیجدیا ہے مین جانتا ہون کہ یہ اس بات کی اشارہ تہا۔ کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت مین فیصلہ پایا۔ وہ ایک ایسی نظیر ہے۔ جو وکیلون کے کام مین آسکتی ہے۔ غرض مین اس جرم مین صدر ضلع گورداسپور مین طلب کیا گیا۔ اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا۔ انہون نے یہی مشورہ دیا۔ کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ نہین اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہمنے پیکٹ مین خط نہین ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈالدیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائیگا اور دو چار جھوٹے گواہ دیکر بریت ہو جائیگی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہین مگر مین نے ان سب کو جواب دیا کہ مین کسی حالت مین راستی کو چھوڑنا نہین چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت مین پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانجات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تمنے اپنے پیکٹ مین رکھدیا تہا۔ اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب مین نے بلا توقف جواب دیا۔ کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے۔ اور مین نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھکر روانہ کیا تہا۔ مگر مین نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہین کیا بلکہ مین نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہین سمجھا اور نہ اس مین کوئی نجی کی بات تہی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانجات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریرین انگریزی مین کین جن کو مین نہین سمجھتا تہا۔ مگر اس قدر مین سمجھتا تہا۔ کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی مین وہ حاکم نو نو کرکے اس کی سب باتون کو رد کر دیتا تہا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھکر مجھکو کہا کہ اچھا آپکے لئے رخصت یہ سنکر مین عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھکو ہی فتح بخشی۔ اور مین خوب جانتا ہون۔ کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھکو نجات دی۔ مین نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تہی۔ کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ مین نے کہا۔ کیا کرنے لگا ہے۔ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے

رسید زرچندہ

تاریخ	نمبر	نام	رقم
دسمبر ۱۹۰۵ء	—	مبارک الدین صاحب	عا/۸
″	۹۴۸	چودہری غلام محمد صاحب	عا/۸
″	۱۰۸	مولوی غلام حسین صاحب	ے/
″	۹۴۷	مستری عبدالکریم صاحب	۱۰/
″	۱۶۹	مستری فیض علی صاحب	عا
″	—	چودہری اللہ دتا صاحب نمبردار	عا/۸
″	—	فضل محمد صاحب	۱۲/
″	۹۴۳	مولا بخش صاحب	عا/۱۲
۲ جنوری ۱۹۰۶ء	—	ہاشم صاحب گرداور	عا
۱۱	۱۳۴	مولوی الٰہ بخش صاحب	ے/
۱۱	۹۱۸	بابو خان صاحب	عا/۹
۱۱	۱۳۱۹	سید عبدالستار صاحب	عا/۱۲
۱۱	۱۹۰	طفیل احمد صاحب	ے/
۱۱	۹۵۵	محمد رضا خان صاحب	ے/
۱۱	۱۲۱	مولوی غلام محمد صاحب	عا/۸
۱۱	۹۴۳	—	عا/۸
۱۱	۹۵۴	عبدالرشید صاحب	عا/۱۲
۱۱	۲۹۵	میاں عبداللہ صاحب	صہ/
۱۱	۱۳۵	مولوی گلاب الدین صاحب	۳/
۱۱	۲۴۳	میاں عبدالعزیز صاحب	ے/
۱۲	۱۴۵	سید عابد علی صاحب	ے/
۱۲	۱۰۲	بشارت احمد صاحب	عا/۱۲
۱۲	۱۱۱	بابو عطاء الٰہی صاحب	سے/
۱۳	۹۶۹	احمد علی صاحب	عا/۱۲
۱۳	۹۲۳	محمد حیات خان صاحب	عا/۸
۱۳	۱۴۹	مولوی عزیز بخش صاحب	للعہ/
۱۴	۱۴۲	احمد علی صاحب	عا/۱۲
۱۴	۹۴۲	محمد حسین صاحب	۳/
۱۴	۱۴۵	بابو محمد خان صاحب	۴/
۱۴	—	حیات محمد صاحب	۳/
۱۵	۲۵۵	بابو شاہ الدین صاحب	للعہ/
۱۵	۳۳	حافظ محمد صاحب	۲/
۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء	۳۴۰	عزیز الرحمان صاحب	ے/
۱۵	۹۰۱	شیخ رحمت اللہ صاحب	۵
۱۵	۲۴۳	خلیفہ رشید الدین صاحب	۱۰/
۱۵	۱۱۷	سید یوسف صاحب	عا/۸
۱۵	۲۴۸	تاج محمود صاحب	عہ/
۱۵	۹۴۵	عمر الدین صاحب	سے/
۱۶	۱۱۸	عبدالرحمان صاحب	عا/۸
۱۷	۹۵۸	عبدالواحد صاحب	عہ/۳
۱۸	۱۹	محمد حسین صاحب	سے/
۱۸	۲۰۹	نور احمد صاحب	عا/۸
۱۸	۱۴	احمد الدین صاحب	صہ/
۱۸	۸۱۴	[illegible] خان صاحب	عا/۸
۱۸	۵۳	محمد حسین صاحب	صہ/
۱۸	۹۵	نواب خان صاحب	عا/
۱۸	—	غلام علی صاحب	۱۰/
۱۹	۵۱	ڈاکٹر میر محمد حسین صاحب	ے/
۱۹	۲۰	شیخ محمد اسماعیل صاحب	سے/
۱۹	۵۰	مرزا محمد احسن صاحب	۵
۲۱	۹۵۶	خیر الدین صاحب	عا/۱۲
۲۱	—	شیر محمد صاحب مدرس	عا/۱۲
۲۲	—	محمد شریف خان صاحب	عا
۲۲	—	ڈاکٹر یوسف علی صاحب	عا/۱۲
۲۲	۳۵	سید ناصر شاہ صاحب	ے/
۲۲	۱۴۸	شفیق الدین احمد صاحب	عا/۸
۲۲	۳۰۹	منشی محمد الدین صاحب	ے/۱۲
۲۲	۵۶۳	محمد میر صاحب	عا/۸
۲۲	۱۴۳	محمد افضل خان صاحب	عا/۸
۲۳	۹۷۹	امام الدین صاحب	ے/
۲۳	۹۳۶	محمد امیر صاحب	عا/۱۲
۲۳	۹۴۸	بابو برکت علی صاحب	سے/
۲۴	۱۵۴	نور احمد صاحب	عا/۸
۲۴	۱۲۶	کرم الٰہی صاحب	عا/۸
۲۴	۹۵۹	کرم الدین صاحب	عا/۱۲
۲۴	۹۶۱	کرپال سنگھ صاحب	عا/۱۲
۲۵	۱۵۰	عبدالواحد صاحب	عا/۱۱
۲۵	۱۸۴	محمد عبداللہ صاحب	عہ/۵
۲۶	۹۸۵	مرزا محمد بیگ صاحب	عا/۱۲
۲۶	۱۱۹	میاں علی بخش صاحب	سے/
۲۶	۹۷۵	سید جعفر علی صاحب	عا/۱۲
۲۶	۱۸۴	سید رسول بخش صاحب احمدی	عا/

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت۔ حُسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اہل تقوےٰ اصحاب کے لئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جماعت پر لطف مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں مولوی مبارک علی صاحب کے ایک لڑکے کے ہیضہ سے فوت ہو جانے کی خبر آئی۔ اس پر حضور نے بہت افسوس کیا اور فرمایا۔ کہ ہم تو ہر وقت اپنی جماعت کے مخلص احباب کے رنج و راحت میں حصہ لینے کو تیار ہیں اور جیسے کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دُعا میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی ہم ہر ایک دوست کے لئے دعا کرنے کو تیار ہیں۔ سب احباب کو اطلاع کر دینی چاہیئے۔ کہ ہر سخت بیماری میں ہم کو اطلاع دیا کریں۔ اور خط سے دیری کا احتمال ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیا کریں ہم دعا کریں گے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ وہ اپنے فضل سے دُعا کے ذریعہ سے بیماریوں کو بھی ٹلا سکتا ہے۔ میں نے حضرت اقدس کا یہ پیغام بغرض اندراج اخبار شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو پہنچا دیا تھا۔ غالباً انہوں نے درج اخبار کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اقدس کا ارشاد اس خاص موقعہ پر تھا۔ مگر ہم نے اپنے سالہا سال کے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ہر ایک مخلص مرید سے اس کے اخلاص اور محبت کے مقابل اس پر غائیت درجہ کا لُطف اور مہربانی کرتے ہیں۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی پر کوئی مصیبت آ جاوے۔ تو اس قدر اس میں ہمدردی اور مروّت اور خاطر توجہ دہی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ گویا کہ خود اس کے درد اور غم سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے اس قدر دعائیں کرتے ہیں کہ بہت کم والدین ہیں۔ جو اپنی اولاد کے لئے اس قدر سوز و گداز رکھتے ہوں۔ جو حضرت اقدس گویا اپنے خدام سے رکھتے ہیں۔ بلکہ بارہا حضور نے یہ فرمایا ہے۔ کہ دعا ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک دوستوں کے دُکھ اور درد میں اپنے اوپر نہ لے لوں۔ چنانچہ ہم نے یہ خود دیکھا۔ کہ واقعی حضرت اقدس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ جو ایک سچے مولیٰ رعمگسار اور سچے طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنے والے انسان میں ہونی چاہیئے جیسے کہ انبیاء اور مرسل ہوتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ آج ہم اپنے درمیان اس محبت اور خلق محمدی کا نمونہ اس سچے موعود میں دیکھتے ہیں۔ کہ جو خلق خدا کے لئے اپنی جان فدا کرنی اور ان کے لئے سچی ہمدردی کرنی اپنا عین مقصد سمجھتا ہے۔ رسول اللہ کا عشق جس کی جان ہے اور جو اس اُمت محمدیہ کی بہبودی کے لئے اپنے سینہ میں ایک خاص محبت اور جوش رکھتا ہے۔ اور کیسے ظالم ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے دل کو دکھ دیتے ہیں۔ جس کے ہر ایک گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچی ہوئی ہے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں۔
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہمنے

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

تیرے مونھ ہی کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر ہی یہ سب بار اٹھایا ہمنے

تیری اُلفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہمنے

۶۔ دہلی کا سفر مولوی صاحب مرحوم کی علالت سے کئی روز پہلے حضرت ام المومنین صاحبہ کا ارادہ دہلی جانے کا تھا۔ چنانچہ جس روز میں قادیان پہنچا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب دو چار روز کے بعد دہلی تشریف لے جانے والے ہیں۔ مگر جب مولوی صاحب کی علالت نے طول پکڑا۔ اور مرض دن بدن ترقی کرنے لگی۔ تو حضرت اقدس نے دہلی جانے کا ارادہ بالکل فسخ کر دیا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے بھی (جو للّٰہی کاموں میں کسی قسم کی مدد سے دریغ نہیں فرماتیں۔ اور ہر ایک مخلص مرید کو اپنے بچوں کے برابر سمجھتی ہیں) یہ مناسب نہ سمجھا کہ مولوی صاحب کی علالت کے ایام میں دہلی جاویں۔ اگرچہ ان کو بعض خانگی امور کی وجہ سے جلدی جانا ضروری تھا۔ مگر انہوں نے مولوی صاحب کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور کا دہلی تشریف لے جانے کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ فرمایا۔ مولوی صاحب کی بیماری کی وجہ سے میں نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ یہ شرط مروت کے خلاف ہے۔ کہ مولوی صاحب کو ایسی بیماری میں چھوڑ کر میں دہلی چلا جاؤں۔

۷۔ خدام کو نصیحت فرمایا۔ کہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولوی صاحب کے لئے دُعا کریں اور یہ بھی فرمایا۔ تم اپنے بھائی کے لیئے دعا کرو۔ اور اس طرح سے اپنے بھائی کی مدد کرو

۸۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ حضرت اقدس نے اخیر دم تک مولوی صاحب کے لئے دوا اور دُعا سے کام لیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہوئے۔ اگرچہ بعض[۱] الہامات صاف موت کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ اور بعض خوابوں سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ الہاموں میں مولوی صاحب کا نام نہ تھا (اگرچہ بظاہر انہی کی بیماری کی طرف اشارہ معلوم ہوتا تھا) پھر بھی اپنی نیک فال لینے والی طبیعت سے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تصریح نہ مل لے چاہا۔ کہ ان الہامات کو خود اس عزیز کی طرف منسوب کریں۔ اور اخیر تک خدا کی جناب سے مایوس نہ ہوئے۔ کہ وہ موت میں تاخیر ڈال دے۔ چنانچہ جب کبھی مولوی صاحب کی نازک سے نازک حالت کی ہمنے اطلاع دی۔ یہی فرماتے۔ کہ خدا سے مایوس مت ہو۔ وہ شخص بہت بدقسمت ہے۔ جو اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ میں تو اس کے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں۔

ایک دفعہ علاج کے متعلق ذکر ہو رہا تھا۔ مجھے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس ملک کے اکثر ڈاکٹر یورپ کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اس کے متبع ہوتے ہیں۔ مگر ہم ہر وقت خدا کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اسی کے اتباع کو اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔

ایک دن فرمایا۔ مصیبت کے زخم کے لیئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنا۔

چنانچہ ہم اس بات کو حضرت اقدس کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جیسے ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بالخصوص مولوی صاحب کی بیماری میں تو ہمنے خدا کے عجائبات پر ایمان کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دیکھا۔ یعنی ایک طرف تو مولوی صاحب کی حالت ایسی نازک ہے اور دوسری طرف الہام ہو رہے ہیں۔ کہ جن سے موت ہی کی خبر ملتی ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اپنی اُمید کو

---

[۱] مثلاً ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ اذا جاء افواج وسمع من السماء
یعنی آسمان سے فوجیں اور زہر اُترا۔ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ۴۷ سال عمر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ کفن میں لپٹا گیا۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ انا المنایا کا تطیش سھامہا۔ موتوں کا تیر خطا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سے بہت عرصہ پہلے کا الہام تھا دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ نیز از بعد مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء۔ کوئی روح کہتی ہے "وہ بھی اس جہان چھوڑ جاتا ہے" حضرت اقدس نے فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائے گا۔

[۲] مثلاً خواب میں تین بار سورہ فاتحہ پڑہی۔ اور خوابوں کے حصے جن میں مولوی صاحب کو صحت میں دیکھا۔ اس سے درمیانی صحت مراد تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کاربنکل سے بالکل نجات دیدی۔ بہت عرصہ پہلے یہ بھی دیکھا گیا تھا۔ کہ جس چوبارہ میں مولوی صاحب رہتے ہیں۔ وہ چوبارہ گر گیا۔

نہیں توڑتے۔ اور دعائیں اس درجہ تک کوشش کرتے۔ کہ گویا اس پیارے اور عزیز کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ تاکہ اگر کسی طرح سے ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس خادم دین کی موت میں تاخیر ڈال دے۔

گھر میں تو دن رات دعائیں ہی گذرتا تھا۔ ۲۳ ستمبر کو فرمایا کہ ہم جنگل میں جا کر دعا کرینگے اور سب جماعت کو حکم دیا کہ وہ ایسا کریں۔ اور علیحدہ علیحدہ ہو کر سجدہ میں گر کر دعائیں مانگیں ممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کسی کی دعا میں اثر ڈالے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ وہ ایسے اسباب مہیا کر دے۔ جو دفع مرض کے لئے مفید اور مُعاون ہوں۔ صحت عطا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

اس قدر دعائیں کرنا۔ گویا کہ رات دن دعائیں مصروف رہنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو خاص خدا سے تعلق اور پیار ہوتا ہے۔ ورنہ جس کا دل خدا کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اُسے دعا کے لئے توفیق ہی نہیں ملتی۔ اور اگر ہاتھ اٹھاتا بھی ہے تو مرے ہوئے دل سے۔ اور پھر تھک کر اس سے بھی رہ جاتا ہے دعاؤں میں کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا یا اب ہم اس کے کامل بروز اور مظہر حقیقی امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں دیکھتے ہیں۔ جس کو باور نہ ہو وہ خود کچھ عرصہ صحبت میں رہ کر دیکھ لے۔ اور اگر طالب حق مقصود ہو۔ تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ضرور ہے۔ کہ ہر ایک سعید الفطرت اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جس پر ہم پہنچے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ ۔ ماتوفیقی الا باللہ

۹- حضرت کا پیغام مولوی صاحب کو

یہ ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم پر جب عمل جراحی کیا گیا۔ تو اس روز سے جیسے کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ حالت نہایت ردی ہو گئی تھی۔ اور بظاہر کوئی بچنے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے قریب سات گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضرت اقدس کی دعا سے پھر مولوی صاحب کو ہوش آ گئی۔ اور نبض کی حالت کو جو سخت کمزور اور خطرناک ہو گئی تھی۔ درست ہوئی۔ گویا کہ اللہ تعالےٰ نے نئے سرے جان عنایت فرمائی۔ اس سے اگلے دن مولوی صاحب کی حالت بہت اچھی تھی۔ اور کاربنکل کا تمام ردی مواد کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ مولوی صاحب اور ان کے تمام احباب اور عزیز اس تبدیلی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے۔ اس روز جو میں مولوی صاحب کو پٹی لگانے کے لئے جانے لگا۔ تو حضرت اقدس حسب معمول مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اور مولوی صاحب کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ مجھے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو خطرناک حالت سے نجات دی ہے اور اس تکلیف دہ عارضہ سے مخلصی بخشی ہے۔ ہم نے ان کے لئے بہت دعا کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے۔ وہ فرشتوں سے جا ملتا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں۔ کہ میرے جو مقاصد ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے ان میں کامیاب کرے۔

میں نے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبد الکریم کو سنایا۔ اس وقت اخویم مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پُر آب ہو گئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنے اخلاص اور خادمانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے۔ یہاں تک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی۔ تو فرمایا۔ کہ اس کی سچائی کا یہ کیسا مبیّن ثبوت ہے۔ میں کیا اور میرے لئے اس قدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اپنے وعظوں تقریروں اور تحریروں کو دیکھ کر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تھا۔ کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اس کا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہمارا فرض ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں۔ تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تھا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا۔ وہ بھی عرض کر دیا۔

اس پر فرمایا۔ اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانے میں میرا ایک بڑا بھاری مقصد یہ بھی تھا۔ کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اس لئے ہماری یہ مراد تھی۔ کہ اس رنگ میں بھی وہ اپنی شفا کے لئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے۔ اور اس کی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے۔ اور ان پر رحم اور فضل اس کی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوائے کسی میں نہ پاؤ گے۔ جن کو خود خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۰- حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب

جو کچھ کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اس سے حضرت اقدس کی محبت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپ کو کس حد تک دل سے عزیز تھے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا ہم و غم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تھی۔ کہ وہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں دیکھ نہ سکتے تھے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تھے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تھے۔ حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہو گئے تھے اس کے علاوہ کئی راتوں کی بے خوابی اور بے چینی سے اور بھی ضعف زیادہ ہو گیا تھا۔ آپ نے مجھ سے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کے لئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جا کر نماز پڑھوں گا۔ (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے۔) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھوں گا مگر میں ضعف دل کی وجہ سے سیڑھیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجھے اس موقعہ پر اپنے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بھی مولوی عبد الکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ خادمانہ تعلق تھا۔ اور مرحوم مولوی صاحب سے غایت درجہ کی محبت رکھتا تھا۔ اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تھا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بھی فدائی اور جان نثار رفیق تھا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بھی بےجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کے آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا۔ ضلع فیروز پور میں تھا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تھا۔ کہ ہر وقت اس کا ان کی طرف دھیان لگا رہتا تھا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تھا۔ اور خود اس قابل نہ تھا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کر کے حضرت اقدس تک پہنچ سکے۔ اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر مل جاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے۔ کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پھر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا۔ حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکھا۔ میں اُسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجھ لے۔ کہ ایسا دل بجز خدا کے خاص الخاص پیاروں اور ماموروں کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے۔ جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مار نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور وہ اپنی آلائشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف

---

[۱] مفصل حالات کے لئے دیکھو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ اور انشاء اللہ جلد شائع ہوگی

ہو کر خدا کی رحمت سے حصّہ لے۔ اور ٹھٹھا کرنے والے اور جھٹلانے والے گروہ سے دُور ہو۔ آمین۔

خط مفصلہ ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب ومحبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت جو میں دردِ سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھکو تار ملی۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دُعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا چاہئیے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں۔ کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھو۔ نہ دُور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس دردِ دل کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز نا امید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دُور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملی۔ میں ایسا سراسیمہ ہوں۔ کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بے قرار ہیں اس وقت ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اُوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اس وقت اٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اس میں کیا حرج ہے۔ کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں ودار روانہ کی تھی۔ وہ پہنچ ہے یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵- اپریل ۱۹۰۱ء

الراقم۔ خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

یہ وہ خط ہے۔ کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کی حالت میں پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی۔ گویا کہ اسے اس خط کا انتظار تھا

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسے سخت قسم کا تپ دق تھا۔ وہ سال تک برابر اُسے سخت تکلیف رہی مہینوں بھر وہ رات کو نہیں سویا۔ اور بہت ناتواں ہو گیا تھا۔ کہ مجھے کہا کرتا تھا کہ بتائی جی۔ اگر کسی میڈیکل کالج کے طالب علم نے ہڈیوں کا علم تشریح پڑھنا ہو۔ تو مجھ پر پڑھ سکتا ہے۔ آخر میں خون کے اسہال جاری ہو گئے۔ مگر اس مرحوم سے جب کسی نے طبیعت کا حال پوچھا تو یہی جواب دیتا تھا۔ کہ الحمد للہ۔ خدا کا بڑا مجھ پر فضل ہے۔ میں خوش ہوں۔ اور اس میں کوئی بناوٹ اور تصنع نہ ہوتا تھا۔ واقعی اس کا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تھا۔ اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت یا یاس کا لفظ اپنے مُونھ پر نہ لایا۔ اپنی والدہ اور ضعیفہ دادی کو ان الفاظ میں تسلی دیا کرتا تھا۔ کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک ہمیشہ صحت اور تندرستی میں رکھا۔ اب میں تھوڑے دنوں کی بیماری سے اُس پر شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں۔ کہ اس کی شکایت کی جاوے۔ اس کا شکریہ کرو۔ اور اس سے فضل مانگو۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تھا صبح کی نماز پڑھ کر فوت ہوا۔ اور اس کا چہرہ اس وقت تبسم کر رہا تھا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تھا۔ اور خود ہی اپنے ایمان واسلام وحضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکریہ کیا۔ اور اپنے مُنہ سے کلمہ شہادت پڑھ کر۔ قبلہ کی طرف مُونھ کر کے سو گیا۔ اور اپنے سیّد ومولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا۔ جن کا کہ اُسے کمال عشق تھا۔ اور ہر ایک بات میں ان کی اتباع میں لذت اور سرور پاتا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے کمال وخوبی کے ساتھ اپنی منزلِ مقصود کو پچیس سالہ عمر میں ہی طے کر کے واصل الی اللہ ہوا۔ اور ہم ابھی اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ اولیاء اللہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ کہ اور وہ ایک شیشہ تھا۔ جو لبالب عطر سے پُر تھا۔

اب میں نہایت سچے دل سے ان اصحاب سے پوچھتا ہوں جو اپنے اندر تعصب نہیں رکھتے۔ اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کہ میں نے آپ کے سامنے بلا کم وکاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے۔ جو اپنی اتنی تھوڑی سی عمر میں صرف چند سالہ تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلےٰ روحانی مدارج پر پہنچ گیا۔ کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اُسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا۔ اور اس کا دل ایک لمحہ کے لئے متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنے اندر ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکھتا تھا۔ کہ ہر کہ ومہ اور ہم مذہب اور غیر مذہب جن کا کہ اس سے واسطہ پڑا اس کے دلدادہ اور ثناخواں تھے۔ آپ ذرا خدا کے لئے اپنے اندر غور کر کے دیکھیں۔ کہ کیا آپ نے اپنے اندر وہ روحانی تبدیلی کی ہے۔ جو اس نوجوان نے کی تھی۔ اور کیا آپ کو خدا اور رسول ایسا ہی پیارا ہے۔ جیسے اس نوجوان کو تھا۔ اگر نہیں۔ تو بتاؤ۔ کہ پھر اس سے بڑھ کر اور نعمت اس جہان میں مومن کے لئے ہے۔ اور اگر تم اس نعمت سے مالا مال ہونا چاہتے تو آؤ۔ اور اس مسیح آخر الزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ آقا ومولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تم کو پہنچا سکتا ہے۔ اور اس زمانہ میں اس کو اللہ تعالےٰ نے کل جہان میں سے امام زمان منتخب کیا ہے۔ آؤ اور ان نعمتوں سے حصّہ لو۔ جو یہ لایا ہے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک نہیں ایسے صدہا ہیں۔ جو مُردہ تھے۔ اور اس مسیح کے ہاتھ پر زندہ ہوئے۔ اور ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کامل بزرگ کی طفیل ایک روحانی مدت کے بعد زندگی عطا فرمائی۔ اس لیے اگر خدا کو پانا چاہتے ہو۔ تو اس کی یہی سیدھی راہ بھی ہے۔ اور اس کے مصداق نہ بنو۔

صد حیف کین گروہ عزیزاں مرا ندید

رفتے ببنیادم۔ کہ ازین خاک نگذرم

(باقی آیندہ)

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یکبار
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۱/ لیکن ۸/ سے کم اجرت کا اشتہار نہیں لیا جاویگا ضمیمہ حساب ۳/ فی سینکڑہ اخبار کیساتھ تقسیم کیا جاویگا ضمیمہ بھیجنے کے لئے نمونہ ارسال کر کے بذریعہ خط وکتابت فیصلہ طے کر لیں۔ ایڈیٹر کو اختیار ہے کہ کسی اشتہار کے لینے انکار کر دے۔ اجرت اشتہارات پیشگی ادا ہونی چاہئیے۔ مستقل اشتہار دینے والوں کو اخبار مفت بھیجا جاویگا۔ بشرطیکہ ان کے اشتہار کی اجرت ۲۵ روپیہ سے کم نہ ہو۔ جن کے اشتہار کی اجرت ۲۵ روپیہ سالانہ ہوگی ان کو اخبار مفت۔ لیکن محصولڈاک انہیں دینا پڑے گا۔

اختیار الاسلام

حصّہ چہارم

اختیار الاسلام حصّہ چہارم بجواب تہذیب الاسلام مؤلفہ عبد الغفور مرتد عمدہ کاغذ پر خوش خط چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت وقبولیت ڈالی ہے۔ کہ ہمارے مخالفین بھی خوبی کلام اور عمدگی جواب پر عش عش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تہذیب الاسلام کے کئی جواب لکھے ہیں۔ مگر مرحبا کا تاج تعلیم الاسلام پر ہی ہے ۔۔ خدا مرزا صاحب کو زندہ رکھے۔ جن کے دلبستان سے ایسے ایسے ۔۔ فیضان حاصل کر رہے ہیں اور آریوں کی گندگی اور وساوس سے ہمیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

درخواستیں بنام ماسٹر عبد الرحمان قادیان آویں

بدر صادق

مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۰۶ء

پارلیمنٹ

(زمینی و آسمانی)

آج کل سب اخباروں میں برطانیہ اعظم کی پارلیمنٹ کی تبدیلی کی خبریں کثرت سے لکھی جاتی اور شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ چونکہ یہی پارلیمنٹ دراصل تمام سلطنت انگلشیہ پر حکومت کرتی ہے اور اس کے مجوزہ امور اور منظور شدہ قوانین کا رد کرنا گو بادشاہ کے اختیار میں ہے۔ لیکن ان اختیارات کا کبھی ظہور نہیں ہوتا۔ اس واسطے ہندوستانی رعایا کے واسطے اپنی اس حکمران مجلس کے حالات سے آگاہ ہونا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ لہذا مختصر الفاظ میں اس کے طرز و طریق اس جگہ بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کیونکہ اکثر عام لوگ ایسی باتوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔

برطانیہ کی حکومت ایک بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ملک کے قانون کے برخلاف کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتا۔ اس کے ماتحت دو مجلسیں ہیں۔ مجلس امراء و مجلس عوام۔ اسی کا نام پارلیمنٹ ہے۔ مجلس امراء کے ممبر عموماً عمر بھر کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ اس میں دو قسم کے لارڈ ہوتے ہیں۔ دینی لارڈ اور دنیوی لارڈ۔ یعنی پادری صاحبان۔ اور بڑے بڑے رئیس۔ تعجب ہے کہ وہ بزرگ جو لوگوں کو یہ تعلیم دینے کے واسطے مقرر ہیں۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گذرنا آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ دولتمند آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو۔ خود رؤسا اور امراء کی مجلس کے ممبر بنتے ہیں۔ مجلس عوام یعنی ہوس آف کامنز کا انتخاب سات سال کے بعد ہوتا ہے اور اسی انتخاب کے آج کل دن ہیں۔ اس میں تمام ملک میں سے ہر ایک علاقہ ہے جن کو یہ حق دیا گیا ہے۔ ایک دو یا زیادہ ممبر عام لوگ کثرت رائے کے ساتھ مقرر کرتے ہیں اور ان کا تقرر اس طرح سمجھنا چاہیئے۔ جس طرح ہمارے شہروں میں میونسپل کمیٹیوں کے ممبروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ اور شہر میں پرچیوں اور پرچی والوں کا ایک کہرام مچتا ہے۔ برطانیہ میں مختلف قسم کے خیالات ملکی کے لوگ اپنے اپنے قسم کے آدمیوں کے حق میں رائے دیتے ہیں۔ بڑے فریق دو ہیں۔ ایک لبرل یعنی آزادی پسند لوگ جو آئندہ ترقی چاہتے ہیں۔ اور گزشتہ طریق حکومت میں مناسب تغیر کے خواہاں رہتے ہیں۔ دوسرے کانزرویٹو جو قدیم رسومات کی پابندی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور بہت تبدیلیوں اور آزادیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ آجکل کے انتخاب میں لبرل فریق کے ممبر زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور غالب رائے یہی ہے۔ کہ اس دفعہ پارلیمنٹ لبرل زبردست رہے گی۔ لیکن ان بڑے فریقوں کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے فریق بنتے جاتے ہیں جو دراصل ان بڑے فریقوں میں سے کسی نہ کسی ایک فریق کی شاخ ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل ایک نیا فریق مزدوری پیشہ لوگوں کے حامیوں کا بنگیا ہے۔ جو کہ لیبور رائے ٹس کہلاتے ہیں۔ یہ فرقہ بھی اب ترقی کرتا جاتا ہے۔

ان انتخابات میں بڑی بڑی لڑائیاں۔ جھگڑے۔ تقریریں تحریریں۔ اور بعض دفعہ گالی گلوچ اور مارپیٹ تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جب ایک وزارت کسی امر میں ناکامی حاصل کرتی ہے تو وہ وزارت توڑ ڈالی جاتی ہے۔ اور نئی وزارت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ ہے ہماری گورنمنٹ کی انتخابی حکومت کا طرز و طریق۔

اب میں اس احکم الحاکمین سلطان الارض والسموات کے انتخاب کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ بہت سی باتوں میں آسمانی انتخاب کا طریق زمینی انتخاب کے بالکل برخلاف ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت کا ایک نمونہ ہوا کرتا ہے خدا تعالیٰ زمینی بندوں کی ہدایت کے واسطے ہمیشہ ایک ایسا آدمی منتخب کرتا ہے۔ جو دنیا کا روحانی سردار بنے۔ اور اپنی قوت قدسیہ کے ساتھ سب کو نیکی اور ہدایت اور حیات جاودانی کی طرف لے جائے۔ وہ زمین پر اس ذوالجلال والاکرام کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے ایک روحانی بادشاہ بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ جو نعمت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اس کے سامنے تمام زمینی بادشاہتیں ہیچ ہوتی ہیں اسی پر اس زمانہ کے روحانی بادشاہ نے فرمایا ہے۔

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند
با فر تو فر خسرواں را چہ کند
چوں بندہ شناخت بداں عزّ و جلال
بعد از تو جلال دیگراں را چہ کند
دیوانہ کنی۔ ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

خدائی انتخاب میں سب سے پہلی عجیب بات یہ ہے کہ مخلوق کی نظروں اور راؤں کے بالکل برخلاف ایک ایسا آدمی چنا جاتا ہے۔ جو عوام کی نگاہ میں نہ علم رکھتا ہو۔ نہ بڑی شہرت والا ہو۔ نہ کسی بڑے شہر کا پنچ ہو۔ وہ ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ جو کہ اگر اس کے زمانہ کے لوگوں سے ووٹ لیا جاوے۔ تو ایک شخص کا بھی وہم و گمان اس کی طرف نہ جائے۔ اور کوئی بھی اس کے حق میں اپنا ووٹ نہ دے۔ تب خدا اس کے حق میں اپنا ووٹ دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس کے حق میں ووٹ دیں۔ اور وہ فرشتے خدا کے نیک بندوں کے دل میں تحریک کرتے ہیں۔ کہ اس کے حق میں ووٹ دیں۔ دنیا کے برسرآمدہ لوگ سخت مخالفت کا جھنڈا اس کے مقابلہ میں کھڑا کرتے ہیں۔ اور پکار پکار کر اس کے برخلاف ووٹ دیتے ہیں۔ اور فتوی لگاتے ہیں اور ہنگامہ برپا کرتے ہیں۔ اور شور و غل مچاتے ہیں۔ اور تقریریں کرتے ہیں اور اخباریں لکھاتے ہیں۔ اور خود اس پر پتھر پھینکتے ہیں۔ اور اس کو قتل کر دینے کی سازش کرتے ہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے ایک پروانہ نازل ہوتا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

تب اس کے تمام مخالف خائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اکیلا کامیاب ہو جاتا ہے۔

پھر برخلاف دنیوی انتخاب کے قانون کے اس کے برخلاف ایک میجاریٹی یعنی کثرت رائے ہوتی ہے۔ اس کی موافقت میں ایک مناریٹی یعنی قلت رائے ہوتی ہے۔ اور وہ بھی نہایت غریب کس مپرس مناریٹی۔ یہ سب کچھ اس واسطے ہوتا ہے کہ دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ درحقیقت وہ خدا کی طرف سے ہے کہ باوجود اس قدر بے سر و سامانی کے اور اکیلا ہونے اور لوگوں کی مخالفت کے پھر وہی کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیوی رنگ میں تو ہم صاف دیکھ رہے ہیں۔ اور مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کہ دنیوی امور میں وہی فتح پاتا ہے۔ جس کے ساتھ کثرت رائے ہوتی ہے۔ پس اس کے ساتھ یہ ایک معجزہ ہوتا ہے۔ جس سے خلق عاجز ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی نظروں میں وہ ایک خارق عادت امر ہوتا ہے۔ کہ ایک غریب بے کس یتیم کس مپرس انسان باوجود اس قدر مخالف کثرت رائے کے میدان میں فتح پائے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس انتخاب کی کمیٹی کا ممبر دنیوی کمیٹیوں کے پریذیڈنٹوں کی طرح صرف اس واسطے نہیں ہوتا کہ وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ اور اپنی کوئی رائے دینے کا اس کو حق نہ ہو۔ صرف اختلاف رائے کے وقت وہ دو رائیں دے سکے۔ بلکہ یہ پریذیڈنٹ تمام راؤں کا مالک ہے۔ اس کی ایک رائے دوسروں کی تمام راؤں سے بڑھ کر ہے۔ وہ چاہے۔ تو کثرت کو قلت کر دے اور چاہے تو قلت کو کثرت کر دے۔ یہ سب کچھ اس واسطے ہے۔ کہ دنیا اس کو جان لے۔ اور اس کو پہچان لے اور اس کو مان لے۔ کہ وہ ہے۔ اور طاقت والا ہے۔ جو چاہے سو وہ کر دینے والا ہے۔ اس انتخاب کی ایک تازہ بتازہ نظیر اس وقت دنیا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں موجود ہے جس کے برخلاف سخت میجارٹی اب تک قائم ہے۔ مگر وہ دن بدن ترقی کرتا اور فتح پر فتح پاتا چلا جاتا ہے جس کا جی چاہے دیکھے اور نجات حاصل کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک خط اور اس کا جواب

(از محمد سرور)

جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پہلے مین آپ کے خط کا خلاصہ درج کرتا ہون۔ اور پھر اس کا جواب لکھون گا۔ **خلاصہ خط حکیم صاحب**۔ مین آپکے (مرزا صاحب) کے حالات سے ایسا واقف ہون۔ کہ جو حضور مین رہتے ہین۔ شائد وہ بھی کم واقف ہون گے۔ مین جناب کی نیکی اور خدمت اسلام کا مشکور ہون۔ اور دل سے معتقد ہون۔ اور مین نے بہت سے لوگ آپ کی بیعت کے لئے بھیجے ہین۔ اور آپ ہی بیعت کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اب بھی انکار نہین ہے۔ پر آپ کا دعوے نبوت یہ آپ کا حل ہے۔ اور حال بمقابلہ قرآن مجید اور عمل رسول اللہ دلیل نہین ہے۔ میری تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپ نبی نہین ہین۔ اور جو کچھ فرما دین۔ وہ مانتا ہون۔ پس آپ پر فرض ہے۔ اور مناسب مشورہ بھی یہی ہے۔ کہ آپ سب کام چھوڑ کر علماء دین سے نبوت کا فتوی حاصل کرین۔ ورنہ تو پھر یہ دعوی چھوڑ کر اور کام کرین۔ اگر ہند کے علماء لائق نہین۔ تو سلطان روم یا امیر کابل سے فتوی لین۔ تمام شد۔ اس خلاصہ مین تین امر ہین۔ ۱ یہ کہ آپکا دعوی نبوت حال ہے۔ اور حال قرآن مجید اور سنت کے مقابل دلیل نہین۔ ۲ یہ کہ علماء کے پاس جا کر فتوی نبوت حاصل کرین ۳ کہ مین آپکے حالات کا بہت واقف ہون۔ اور آپ کی نیکی اور خدمت اسلام کا مشکور ہون۔ اور دعوی نبوت کے سوا آپ کی سب باتوں کو تسلیم کرتا ہون اور معتقد ہون۔

۱ کا جواب۔ آپنے نہ اس امر کی کوئی دلیل اور سند پیش کی ہے۔ کہ آپکا دعوی نبوت حال ہے۔ اور نہ قرآن مجید اور عمل رسول اللہ سے کوئی ایسا امر بیان کیا ہے۔ کہ وہ دعوی نبوت اس کے خلاف ہو۔ اور بے دلیل بات قابل التفات بھی نہین ہوتی۔ پھر حکیم کا خط اور نبوت جیسے نازک مسئلہ پر بحث اور دعوی بے دلیل اگر قابل افسوس نہین۔ تو قابل تعجب تو ضرور ہی ہے۔ پھر یہ دعوی بے دلیل ہی نہین۔ بلکہ محض غلط ہین۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز نہین لکھا۔ اور نہ فرمایا۔ کہ میرے دعوی نبوت کی بنا حال پر ہے۔ بلکہ صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ میرے دعوی کی بنا ان امور پر ہے۔ کہ جن پر سب انبیاء کے دعوی کی بنا تھی۔ اور وہ امور انبیاء نے بیان فرمائے ہین۔ اور حضرت مرزا صاحب نے بھی بیان فرما دئیے ہین۔ پر حال نہ پہلون نے بیان کیا ہے۔ اور نہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ میرے دعوی کی بنا قرآن مجید اور سنت اور وحی الہی پر ہے۔ اور پھر محض دعوی ہی نہین کیا۔ بلکہ بڑے بسط کے ساتھ اس کو ثابت کیا ہے۔ پر باوجود دعوے واقفیت تامہ کے آپ لکھتے ہین۔ کہ دعوی نبوۃ حال ہے۔ اور کہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ پھر قرآن مجید مین ہرگز نہین آیا۔ کہ آن حضرت صلی اللہ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا۔ بلکہ اس کے خلاف ہے۔ کہ ضرور آئے گا۔ نہ آنے پر اگر کسی نے قرآن مجید کی کسی آیت کو پیش کیا ہے۔ تو وہ خاتم النبین ہی ہے۔ پر اس کا جواب اسی قدر کافی ہے۔ کہ قرآن مجید مین لفظ خاتَم ہے۔ جو بمعنے مُہر ہے۔ نہ خاتِم بمعنے ختم کرنیوالا اور مُہر ہونا اس بات کو نہین چاہتا۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ آپ کے بعد ضرور ہون۔ جو کہ اس مُہر سے نبی بنین۔ اور اسی کے ساتھ کام کرین۔ اور پوری آیت پر نظر کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین۔ محمد تم سے کسی مرد کے باپ نہین۔ بلکہ اللہ کے رسول اور نبیون کی مُہر ہین۔ پس لاکن کے ماقبل اور مابعد پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ اگرچہ جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہین۔ پر روحانی طور پر ان نبیون کے باپ ہین۔ جو کہ آپ کی مُہر سے نبی ہون گے۔ اور اسی سے سب کام کرین گے۔ پس یہ آیت تو ان کی آمد ضروری قرار دیتی ہے۔ اور ان کی آمد کی نفی کا اس مین اشارہ تک نہین ہے۔ پھر خداوند کریم نے فاتحہ شریف مین دعا بتائی۔ کہ ہمین انعمت علیہم کی راہ بتا۔ اور اس پر چلا۔ اور ہر ایک نماز کی ہر ایک رکعت مین اس کو لازم کیا۔ اور قرآن مجید مین خود بتایا۔ کہ انعمت علیہم کون ہین۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ اُولٰئک الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس امت مین چارون قسم کے انعم اللہ علیہم ہو سکتے ہین۔ کیا بلکہ ضرور ہون گے۔ ورنہ تو پھر اس دعا پر اس قدر زور دینا بلکہ اس کا سکھلانا بالکل لغو ہے۔ نیز جب سب مانتے ہین۔ کہ اخیر تین قسم کے منعم علیہم تو اس دعا کے کرنے والے اس امت مین ہو سکتے کیا بلکہ ہوئے بھی ہین۔ تو پھر کم از کم اس سے ضرور یہ ثابت ہوگا۔ کہ اول قسم کے منعم علیہم بھی ہو سکتے ہین۔ پھر خداوند کریم نے آن حضرت صلعم کو مثیل موسے قرار دیا ہے۔ اور آپ کے خلفاء کو خلفاء موسیٰ کا مثیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اور فرمایا۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسے کے خلفاء تو سب انبیاء تھے پس اگر آن حضرت صلعم کے خلفاء کا نبی ہونا ممنوع ہوتا۔ تو یا خدا کما استخلف الذین من قبلھم نہ فرماتا۔ یا پھر بتا دیتا۔ کہ وہ نبی نہ ہون گے۔ پر خدا نے کہا بھی بولا۔ اور ان کی نبوت کی نفی بھی نہ کی اور ہم دیکھتے ہین۔ کہ خدا تو خدا ہے۔ آن حضرت نے بھی جب اپنی ایک ایسے قول مین ایسا اشتباہ پڑتا دیکھا تھا۔ تو اس کو ساتھ ہی رفع فرما دیا تھا۔ چنانچہ حدیث مین آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ سفر پر جانے کے وقت آن حضرت نے اپنے اہل بیت مین حضرت علی رض کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ اور بزدلون کی مانند عورتون مین رہنا حضرت علی کو کسیقدر ناگوار معلوم ہوا تھا۔ تو آنحضرت نے ان کو تسلی دینے کے لئے فرمایا۔ کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ یعنی تم میرے بعد اس طرح خلیفہ ہو۔ کہ جیسے حضرت موسیٰ کے بعد حضرت ہارون نبی خلیفہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت کے بعد (یعنی سفر پر جانے کے بعد) حضرت علی نبی خلیفہ ہون گے۔ لہذا آنحضرت نے من موسے کے ساتھ متصل فرما دیا کہ الا انہ لا نبی بعدی۔ یعنی اگر فرق یہ ہے۔ کہ ہارون نبی موسے کے بعد (یعنی ان کے پہاڑ پر جانے کے بعد) خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تھے پر تم خلیفہ تو ہو۔ لیکن نبی نہین ہو۔ پس جب کہ آن حضرت نے اس تشبیہ سے ایک حضرت علی کی نبوت ثابت ہوتی دیکھ کر ساتھ ہی اس کے نفی فرما دی۔ تو پھر خدا نے کیون نفی نہ کی۔ حالانکہ خدا کی بیان کردہ تشبیہ مین تو بہت سے لوگون کی نبوت ثابت ہوتی تھی۔ حدیث مذکور دو امر کی مثبت ہے۔ ۱ یہ کہ کسی نبی کے خلیفہ کو کسی دوسرے نبی کے نبی خلیفہ سے تشبیہ دینا اس کی نبوت کا مثبت ہے۔ ۲ یہ کہ ایسی تشبیہ کے وقت اگر فی الحقیقت وہ خلیفہ نبی نہ ہو۔ تو پھر اس کی نبوت کی نفی ساتھ ہی کر دینی چاہئے۔ اور یہی حدیث ہے۔ کہ جس کو راویون نے مختلف طرزون پر بیان کیا ہے اور بعض نے اس کے ایک ٹکڑے کو لے کر اس کے کچھ کے کچھ معنے کر کے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ آن حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ خاص وقت اور خاص شخص کی نسبت تھی۔ اور اس کو عام کرنا بالکل غلط ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ رض کو علم ہوا۔ کہ لوگون نے لا نبی بعدی کے معنے غلط فہمی سے یہ خیال کر لئے ہین۔ کہ آپکے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو آپنے لوگون کو فرمایا۔ قولوا خاتم النبین ولا تقولوا لا نبی بعدی۔ یعنی یہ تو کہو۔ کہ آن حضرت خاتم النبین ہین۔ پر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس اگر یہ بات سچی ہوتی۔ کہ آن حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو پھر حضرت عائشہ جیسی فاضلہ اور رازدار شریعت کس طرح کہہ سکتی تھین۔ کہ یہ نہ کہو۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر صحابہ رض کو یہ علم ہوتا۔ کہ قرآن مجید کی فلان آیت مین یا آن حضرت کی فلان حدیث مین ہے۔ کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو ضرور وہ حضرت عائشہ کا خلاف کرتے۔ اور کہتے کہ ہم آپ کی بات کو کس طرح تسلیم کرین۔ جبکہ قرآن و حدیث مین موجود ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پر کسی نے ان کا خلاف نہین کیا۔ اور نہ کسی نے کوئی آیت یا حدیث پیش کی ہے۔ اور حضرت عائشہ کے اس قول سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ خاتم النبین کے معنے یہ نہین کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ورنہ تو پھر وہ کس طرح کہہ سکتی تھین۔

کہ خاتم النبیین تو کہو۔ پر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر اس کے علاوہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ کہ آنحضرت نے مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود آنحضرت کے بعد ہوگا۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ مسیح موعود وہی اسرائیلی نبی ہوگا۔ کہ جس کی امّت اس وقت ان کو اور ان کی والدہ کو خدا کہتی ہے۔ تو پہلے یہ عرض ہے کہ قرآن نے اس مسیح کی نسبت خبر دی ہے۔ کہ وہ ان کے (قوم کے) گمراہ ہونے سے پہلے فوت ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے حضرت مسیح کا وہ جواب جو کہ وہ قیامت کے دن دیں گے۔ بدیں الفاظ نقل فرمایا ہے۔ **وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم**۔ یعنی میری موجودگی میں انہوں نے مجھے اور میری ماں کو خدا نہیں بنایا۔ ہاں جب تو نے مجھے فوت کر دیا۔ تو اس کے بعد کا مجھے علم نہیں۔ پس اس جواب سے بصراحت تامہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح پہلے فوت ہوں گے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی قوم اُن کو اور ان کی ماں کو خدا بنائے گی اب چونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان کی قوم تو ان کو قرآن مجید کے نزول سے پہلے ہی خدا بنا چکی ہے۔ تو ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ قرآن مجید کے نزول سے پہلے حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔ جو ان کی وفات کی خبر دیتی ہیں اور آنحضرت نے اپنی رویت کی شہادت دی ہے کہ میں نے معراج کی رات حضرت مسیح کو مُردوں میں دیکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت کے سب خلفاء منکم (تم سے) ہوں گے۔ اور آنحضرت نے بھی فرما دیا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود امام ہوگا۔ امامکم منکم (تمہارا امام تم سے ہوگا) پھر خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت کے سب خلفاء حضرت موسےٰ کے خلفاء کی مانند آئیں گے۔ جیسا کہ فرمایا۔ کما استخلف الذین من قبلھم پر حضرت موسےٰ کے خلفاء میں سے ایک بھی ایسا نہیں۔ جو کہ پہلے نبی اور خلیفہ ہو۔ اور پھر قرنوں کے لئے آسمان پر اموات کے ارواح میں جا بیٹھا ہو۔ اور پھر کسی وقت میں اُتر کر پھر حضرت موسیٰ کا خلیفہ بنا ہو۔ چہ جائے۔ کہ وہ ۱۹ صدیوں سے زیادہ آسمان پر اموات کی ارواح کے ساتھ رہا ہو۔ ہاں الیاس نبی کی نسبت ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تھا۔ کہ وہ آسمان پر ہے۔ اور مسیح سے پہلے اُتر کر حضرت موسیٰ کا خلیفہ بنے گا۔ اور لوگوں کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ کہ حضرت الیاس آسمان پر زندہ ہیں۔ اور کسی وقت بذات خود تشریف لائیں گے۔ لیکن حضرت مسیح نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ الیاس فوت ہو گیا ہے۔ اور جس الیاس کے اُترنے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ یحییٰ ہے۔ جو زکریا کے گھر پیدا ہوا ہے پس دونوں سلسلہ خلفاء کی اس مشابہت سے جو کہ خدا نے بیان فرمائی ہے۔ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت رسول اکرمؐ کا ایسا خلیفہ کوئی نہ ہوگا۔ جو کہ چند دن کیلئے آسمان پر اموات کی ارواح کے ساتھ رہ کر پھر خلیفہ بننے کے لئے زمین پر اُترے۔ اور کہ ایسا کوئی خلیفہ ضرور ہوگا۔ کہ جس کی نسبت الیاس کی مانند پہلے سے یہ خبر مشہور ہو۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہے۔ اور لوگوں کو بھی اس پر یقین ہو پر آخر ثابت ہو جائے۔ کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور یحییٰ کی طرح وہ اس کے نام اور صفات پر خلیفہ بنے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے بذات خود ہرگز ہرگز نہیں آنا۔ نیز قیامت کو وہ جواب دیں گے۔ کہ مجھے قوم کی گمراہی کا کچھ علم نہیں پس اگر وہ دوبارہ آئیں۔ اور چالیس سال دنیا میں رہیں۔ اور کسر صلیب کریں۔ اور کروڑہا مسلمان بنائیں۔ تو کیا پھر **یوم ینفع الصادقین صدقھم**۔ میں خدا کے سامنے ایسا صریح جھوٹ بولیں گے۔ جو کہ نبی تو درکنار ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں بول سکتا۔ اور ثانیاً یہ عرض ہے۔ کہ حضرت مسیح اگر لوگوں کے خیال کے مطابق دوبارہ آئیں۔ تو دو حال سے خالی نہ ہوں گے۔ یا نبی نہ ہوں گے یا ہوں گے پہلی حالت میں تو سلب نبوت لازم آئے گا۔ کہ جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور دوم یہ کہ یہ اعتقاد بفتویٰ علماء اسلام کفر ہے۔ سوم یہ کہ حضرت مسیح کی نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے لہٰذا اس کے سلب کے لئے کوئی صریح آیت چاہیئے۔ جو ندارد ہے چہارم۔ یہ کہ آنے والے مسیح کو آنحضرتؐ نے نبی اللہ فرمایا ہے اور مسلوب النبوت کہنا اس کے خلاف ہے۔ اور دوسری حالت میں خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ جب ان کے یہ معنے ہوئے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور نئے اور پرانے کی تخصیص کا کوئی لفظ نہ خاتم النبیین میں ہے اور نہ لانبی بعدی میں ہے۔ پس ان معنوں کی رُو سے جیسی نئے کی نفی ہوگی۔ ایسی ہی پرانے کی بھی نفی ہوگی۔ بلکہ نئے کی آمد اگرچہ ان غلط معنوں کے لحاظ سے منفی ہوتی ہے۔ پر جو صحیح معنے ہم نے بیان کئے ہیں ان کے لحاظ سے اس کی نفی کیا بلکہ جواز ثابت ہوتا ہے۔ پر پرانے کی آمد دونوں معنوں کے رُو سے منع ہے کیونکہ وہ آنحضرت کی مہر سے نبی نہیں بنا۔ بلکہ حضرت موسےٰ کے اتباع سے نبی بنا ہوا ہے۔ بلکہ نئے کے آنے سے جس قدر آنحضرت کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ اسی قدر پرانے کے آنے سے آپ کی توہین اور بے عزتی ہے۔ کیونکہ پھر یہ لازم آئے گا۔ کہ آنحضرت تو سب دُنیا کو مسلمان نہ کر سکے اور نہ آپ کے خدام ایسا کر سکے۔ یہاں تک آخر خداوند کریم کو یہ ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ جس طرح مسیح کے پرستاروں نے جنرل رابرٹ پنشن یافتہ کہن سال کو ٹرنسوال کی جنگ میں کمان دی تھی۔ تب کامیابی ہوئی تھی۔ اسی طرح میں بھی اپنے پنشن یافتہ دو ہزار سالہ پیر کہن تجربہ کار کو پھر کمان دوں۔ تا اس کام کو سرانجام دے۔ جو کہ محمدؐ اور اس کے اتباع سے ہرگز نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر محمدؐ صاحب نے تو یہی فرمایا ہے۔ کہ **ما کنت بدعا من الرسل** یعنی میں اور رسولوں سے کوئی نرالا رسول نہیں ہوں۔ پس ان سے یا ان کے اتباع سے ایسی نرالی فتح اور کامیابی کب ہو سکتی تھی اور حضرت مسیح ہی ہر ایک بات میں نرالے رسول ہو گئے۔ حتیٰ کہ اوروں کو سفلی اور ارضی زندگی بھی چند سالہ میسر ہوئی۔ پر ان کو دو ہزار سالہ زندگی ملی۔ اور وہ بھی آسمان پر اور دن پر روح القدس کبھی الگ ہی نہ ہوا آتے ہی سے ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر ہے۔ اوروں نے تو ایک کیڑا بھی نہ پیدا کیا۔ پر آپ پرندوں میں خدا کے حصہ دار ہیں۔ پس اگر اس نرالی فتح کا کوئی حاصل کرنے والا ہے۔ تو وہی بے مثل اور نرالا مسیح ہے۔ پس اس پرانے نبی کے آنے سے آنحضرت کی عزت جو کہ فی الحقیقت عزت ہے۔ خاک میں مل جاتی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ مسلمان زبان سے تو کہتے ہیں کہ آنحضرت افضل الانبیاء ہیں۔ پر جس قدر فضائل ہیں۔ وہ اوروں کو دیئے ہیں حتّٰے کہ حضرت موسیٰ کے اتباع میں تو ایسے فیض کے قابل ہوئے۔ کہ اُن کی اتباع سینکڑے نبی بن گئے۔ بلکہ مسیح جیسے نرالے نبی بھی ان ہی کے فیض اتباع سے تیار ہوئے۔ پر آنحضرت کے اتباع کو ایسا بے فیض قرار دیا۔ کہ اس سے ایک بھی ادنے سے ادنے درجہ کا نبی بھی نہیں ہو سکتا بلکہ یوں ہوا۔ کہ اور بہت سے انبیاء تو بانی خاندان نبوت ہوئے۔ اور آنحضرت دہلی کے آخری اور خاتم السلاطین بادشاہ کی طرح خاندان نبوت کے تباہ اور برباد کن قرار دئے گئے۔ **نعوذ باللہ من ذالک**۔ علاوہ بریں۔ نبوت کی حقیقت فقط اس قدر ہے۔ کہ خدا سے خبر پا کر خدا کے حکم سے اس کے بندوں کو اطلاع دے اور سب محقق علماء اور صوفیاء کرام اس کے قائل ہیں۔ کہ یہ حقیقت امت محمدیہ کے بعض افراد میں موجود ہوتی رہی ہے۔ پس جب یہ حقیقت موجود ہے۔ تو پھر نفس نام پر بحث کو طول دینا عقلمندوں کی شان سے بالکل بعید ہے۔ ہاں اگر کسی کو اس میں شک ہو۔ کہ کیا محقق علماء اور صوفیاء اس کے قائل ہیں۔ تو ہم اس کو ایسے صریح حوالے بتا سکتے ہیں۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کا یہ اعتراض کچھ نیا اعتراض نہیں بلکہ پہلے بھی بہت سے انبیاء پر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت الیاس کی دوبارہ آمد کی نسبت کتاب اللہ میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہے اور جب تک وہ دوبارہ نہ آئے گا۔ تب تک مسیح نہ آئے گا۔ اور یہود کا بھی یہی عقیدہ تھا جیسا کہ مسلمانوں کا حضرت مسیح کی آمد ثانی کی نسبت عقیدہ ہے۔ پس جب حضرت مسیح نے دعویٰ کیا۔ تو یہود نے یہی اعتراض کیا۔ کہ آپ کا یہ دعوےٰ نبوت کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ مسیح سے پہلے الیاس ضرور آئیگا اور وہ اب تک نہیں آیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح نے ہر چند ان کو سمجھایا۔ کہ وہ الیاس یحییٰ ہے۔ پر انہوں نے ایک نہ مانی۔ اور یہی کہا کہ یہ کتاب اللہ کو اپنی تاویلوں سے رد کرتا ہے اور اب بھی ان کا حضرت مسیح پر بڑے سے بڑا یہی اعتراض ہے پس اس واقعہ سے جیسا یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ اعتراض حضرت مسیح پر بھی یہود نے کیا ہے۔ ایسا ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے یا اُس کے دوبارہ آنے کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ اور سلسلوں کے مشابہت سے یہ تو ضروری تھا کہ ایک خلیفہ آنحضرت کا بھی ایسا ہو۔ کہ جس کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے اور دوبارہ آنے کی نسبت الیاس نبی

کی مانند پہلے سے خبر مشہور اور لوگون کا عقیدہ ہو۔ پر مسیح کا نام خدا نے اس لئے چنا تاکہ وہ مسیح کے اس فیصلہ کو یاد دلانے والا ہو۔ جو کہ آپ نے کسی نبی کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ آنے کی نسبت کیا ہے۔ اور قانون اور ججون کے فیصلے تو بدلتے ہین۔ پر خدا کی سنت کا قانون اور فیصلہ کبھی نہین بدلتا پھر اہل کتاب نے آنحضرت پر بہی یہی اعتراض کیا۔ کہ ان کا دعوی کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ نبی جو موسے جیسا آنیوالا ہے۔ کتاب اللہ مین اس کی نسبت لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل مین سے ہوگا۔ اور یہ نبی اسماعیل سے ہین۔ اس کے جواب مین بہت کچہ بیان کیا گیا۔ یہان تک کہ حضرت ابراہیم اور حضرۃ اسمٰعیل کی وہ دعا بہی پیش کی گئی۔ جو کہ بیت اللہ کے بنانے کے وقت دونون نے کی تہی۔ اور اس مین مانگا تہا۔ کہ وہ نبی ہم دونون کی ذریت سے ہو۔ اور یہ ہی مکہ مین۔ اور فلان فلان بات کرنے والا ہو۔ پر اہل کتاب اپنے اعتراض سے باز نہ آئے پس آپکا یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہین۔ پہلے ہی انبیاء پر ہوتا رہا ہے۔ اور اہل کتاب ہی کرتے رہے ہین۔

جواب امر ۲ یہ امر بہی آپ نے بے ثبوت لکہا ہے۔ اگر قرآن حدیث سے آپ کوئی ثبوت پیش کر سکتے بہتر تو کم از کم کسی معتبر تاریخ ہی سے لکہدیتے۔ کہ فلان فلان نبی نے جب دعوی نبوت کیا تہا۔ اور لوگون نے اس سے انکار کیا تہا کہ یہ دعوی خلاف کتاب اللہ ہے۔ تو اس وقت وہ علمار کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے تھے۔ اور فلان نبی کو تو فتوی مل گیا تہا لہذا وہ نبی ہوگیا۔ اور فلان نبی کو جب علمار نے فتوے نہ دیا۔ تو اس نے دعوی نبوت چھوڑ دیا تہا۔ پر مشکل یہ ہے۔ کہ اگر آپ ساری عمر بہی اس مین صرف کرین۔ تو بہی نہ قرآن و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہین۔ اور نہ کسی معتبر تاریخ سے آپ ایسی نظیر پیش کر سکتے ہین۔ پہر تعجب یہ ہے۔ کہ آپ ایک طرف تو لکہتے ہین۔ کہ مین دخل در معقولات نہین دیتا۔ اور پہر دخل بہی دیتے ہین۔ تو ایسا بے نظیر حکیم۔ اور پہر ایسا مناسب مشورہ۔ جناب حکیم صاحب۔ انبیار کے جانی دشمن۔ تو علمار امرار و صوفیار یعنی سجادہ نشین ہی ہوتے رہے ہین۔ حضرت مسیح پر بہی کفر اور صلیب دینے کا فتوی اہل کتاب علمار نے ہی دیا تہا۔ اور جب یہ معلوم ہوا۔ کہ حاکم وقت ہمارے فتوی سے متاثر نہین ہوتا۔ تو ان کے شیخ الکل صاحب نے اپنے کپڑے پہاڑے تھے پس یہ حضرات انبیار کے مقابلہ مین ہمیشہ اپنے کپڑون سے باہر ہوتے رہے ہین۔ ہان جب علمار نے حضرت مسیح کے خلاف فتوی دیا تہا تو اس وقت حضرت مسیح نے اپنا دعوی ترک نہ کیا تہا۔ پر شاید آپ جیسا مناسب مشورہ دینے والا نہ ملا ہوگا۔ انبیار تو انبیار رہے۔ اہل امت کے باخدا لوگ بہی ان حضرات کی زبان درازیون اور دست اندازیون سے نہین بچ سکے۔ آنحضرت کے چاریار کبار اور اہل بیت اور بہت سے صحابہ پر لعن و طعن

اور نکتہ چینی اور تبرابازی کی کتابون کے انبار بہی ان ہی حضرات کی زور قلم کا ثمرہ ہین۔ امام ابو حنیفہ جیسے باخدا امام اور محی الدین سید عبد القادر جیلانی جیسے ولی بہی ان کے فتوی سے نہ چہوٹے۔ کہان تک لکہون۔ اس فہرست کے لیئے بہی ایک دفتر درکار ہے کیونکہ ان حضرات کے کفر کا دایرہ بہت وسیع ہے۔ پہر طرفہ یہ کہ آپس مین بہی ان کا جوتہ پیزار پہیلا ہوا ہے۔ سب فرقون کے علمار دوسرون کو ضال اور مضل کا فتوی دے رہے ہین اور آج دن تک نہ کوئی عالم مفتی ان سب کے نزدیک قابل فتوے ثابت ہوا ہے۔ اور نہ کسی انسان یا خدا کی کتاب پر ان کا اتفاق ہوا ہے۔ قرآن عظیم مین سب سے پہلا مسئلہ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ہے پر ان حضرات کا اس پر بہی اتفاق نہین ہے۔ بہتون نے اس کو بیاض عثمانی قرار دیا اور کہا کہ اس مین بہت کمی بیشی ہوگئی ہے۔ جسکی وجہ سے ہرگز قابل اعتبار نہین رہا۔ اور اصل قرآن مجید حضرت علی کے پاس تہا۔ جو کہ مہدی قائم ظاہر کریگا۔ پہر اصول سے لیکر فروع تک حتی کہ توحید مین صفات باری حلال و حرام تک ان کے اختلاف کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ پہر ہر ایک فرقہ دوسرون کے مقابلہ مین تو اپنے اپنے علمار کی بڑی بڑی تقدیس بیان کرتا ہے۔ پر اپنے گہر مین کوئی تو کہہ رہا ہے اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کے مصداق ہمارے ہی علمار ہین۔ کوئی ان کی طرف اشارہ کر کے حافظ صاحب کا یہ شعر پڑہ دیتا ہے۔ واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر مے کنند + چون بخلوت میروند این کار دیگر مے کنند۔ پہر قرآن و حدیث نے جسطرح یہود کے علمار کا نقشہ کہینچا ہے۔ اسی طرح آخری زمانہ کے علمار [illegible] جن مین ایک یہ ہے۔ شر من تحت ادیم السمار علمار ہون گے۔ پس آپ پر یہ بہی لازم تہا۔ کہ علاوہ امور مذکورہ کے پہلے یہ بہی لکہتے۔ کہ سب فرقہائے اسلام نے فلان فلان مولوی صاحبان کو متقی اور باخدا راستباز اور عالم تسلیم کیا ہوا ہے اور سب نے اپنے جمیع امور متنازع فیہا مین ان کا فتوی تسلیم کیا ہوا ہے۔ اور سب ان کے ہر ایک فتوے کو واجب التعمیل مانتے ہین۔ پر آپ دنیا مین ایک عالم بہی ایسا نہین بتا سکتے۔ ہان آپ نے علم کے لحاظ سے بڑے معتبر دو عالم فاضلون کے نام لیئے۔ جو کہ بخیال جناب علم و تقوی کے لحاظ سے تو وہ کبہی کسی کے نزدیک غیر معتبر ہو سکتے ہی نہین اور وہ دو سلطان روم اور امیر کابل ہین۔ پر اگر آپ لاہور ہی کے چند شیعہ اور اہل حدیث سے دریافت کرتے کہ کیا آپ لوگ ان دو فاضلون کا ہر ایک فتوی تسلیم کرتے ہو تو بہی جواب سنتے کہ ان جاہل بیدین خارجیون اور دشمنان اہل بیت یا مشرک مقلدون کی بات ہم ہرگز نہین تسلیم کرتے۔ پہر اگر ان کے فتوی پر سب کو اعتبار ہوتا۔ تو اس وقت ملک عرب مین سوائے حنفیون کے کسی اور مذہب کے پیرو نہ نظر آتے۔ پہر افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ آپ کو اس قدر بہی خبر نہین۔ کہ یہ دونون صاحب اپنے مذہب کے لوگون مین بہی مفتی تسلیم نہین کئے گئے۔ اور نہ افتاء کے لائق ان کا علم ہے۔ اور نہ اور صفات ہین۔ جو کہ مفتی کے لئے ضروری ہین۔ بلکہ ان کو خود بہی جب ضرورت پڑتی

ہے۔ تو اور مفتیون سے فتوے طلب کرتے ہین۔ پہر خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ وارسلناک للناس رسولا وکفی باللہ شہیدا یعنی رسالت اور نبوت کے لیئے کسی مولوی کے فتوی کی ضرورت نہین۔ بلکہ اللہ کی شہادت اس کے لیئے کافی ہے۔ پر آپ باوجودیکہ اس امر کے قائل ہین۔ کہ کتاب اللہ کے خلاف جو امر ہو۔ وہ قابل اعتبار نہین ہوتا۔ پہر بہی شہادت اللہ کو نا کافی کہا بلکہ بالائے طاق رکہکر سارا حصر آخری زمانہ کے مولویون کے فتوی پہ رکہتے ہین۔ جو کہ بیسیون کے مول چلتا ہے۔ پہر قرآن سے صاف ثابت ہے۔ کہ نبی اور ان کے خلیفے کسی کے بنائے نہین بنتے۔ بلکہ خدا خود ان کو بناتا ہے۔ اور آپ علمار کو نبی ساز قرار دیتے ہین۔ پہر خداوند کریم فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی ہمنے اس لئے بہیجا ہے۔ کہ لیطاع باذن اللہ (تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جاوے) پر آپ ان کو مولویون کے مطیع بناتے ہین۔ پہر خداوند کریم ہم نبی اس لیئے بہیجتے ہین۔ کہ لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ (تاکہ جو اختلاف لوگون مین پڑے ہوئے ہین۔ ان مین حکم ہون) اور آپ بالعکس مختلفین مولویون کو ان کا حکم قرار دیتے ہین۔ پہر صریح حدیث صحیح مین ہے۔ کہ مسیح موعود امام اور حکم عدل ہوگا۔ اور آپ مولویون کو اس کا امام اور حکم بناتے ہین۔ اگر اس زمانہ کے مولوی فتوون کے لائق ہوتے تو پہر مہدی اور مسیح کے آنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ پس یہ خوب یاد رکہو جو شخص مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرے۔ اور اپنے دعوی کا فتوی اس وقت کے مولویون سے طلب کرے۔ تو وہ ہرگز مامور من اللہ نہین بلکہ وہ اس کارروائی سے خود فیصلہ کرتا ہے۔ کہ مامور من اللہ کے آنے کی اس وقت ضرورت نہین۔ ان کے فتوون کی تو یہ قدر ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب نے دعوی شائع کیا۔ تو بڑے بڑے علمار دین نے آپ کی نسبت بڑے زور و شور سے تکفیر کا فتوی دیا۔ پس اگر ان کے فتوی کا کچہ اعتبار یا اثر ہوتا۔ تو اس وقت جو چند آدمی حضرۃ اقدس کے ساتھ تھے۔ وہ بہی علیحدہ ہو جاتے۔ اور آیندہ کوئی بہی آپ کی بیعت مین داخل نہ ہوتا۔ لیکن نہ پہلے علیحدہ ہوئے۔ اور نہ آیندہ بیعت مین داخل ہونے سے رکے۔ یہان تک کہ پہلے انگلیون پر گنے جاتے تھے۔ اور اب لاکہون مین۔ اور روز افزون ترقی ہو رہی ہے۔ پہر بنی اسرائیل کے ایک مولوی کے مسلمان ہو جانے سے خداوند تعالی نے بنی اسرائیل کو وشہد شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ فرماکر ملزم کرتا ہے اور آپ لوگون کے بیسیون مسلم مولوی صاحبان نے اس سلسلہ مین داخل ہونے سے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور راستباز ہونیکی شہادت دی۔ پر آپ لوگون نے یہ کہکر ہر ایک کی شہادت کو رد کر دیا۔ کہ بڑا عالم اور نیک تہا۔ پر خدا کی بے نیازی دیکہو۔ اب کیسا گمراہ اور بے دین ہوگیا ہے۔ کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے کہ مسیح مر گیا ہے اور قادیان والا مرزا مسیح موعود ہے۔ یا یہ کہ کیا ہوا۔ شاید ان نے بہی ہم سے زیادہ علم پڑہے ہوئے تھے۔ اور فرشتون کا استاد تہا۔ پر آخر گمراہ ہوگیا۔ یا یہ کہ قرآن پڑہ ہی اچہے ہین۔ جو زیادہ پڑہتے ہین وہی خراب ہوتے جاتے ہین۔ پس جن مولوی صاحبان کے فتوے پر آپ

اس وقت اعتبار کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی وقت اس جماعت مین داخل ہو جائین گے۔ تو بجائے اس کے کہ آپ اس معتبر شہادت سے فایدہ اٹھائین یہی فرمائین گے کہ کیا اچھا آدمی تھا۔ پر خدا کی شان مرزائی ہو گیا۔

امر ۳ کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ مین آپ کی تکذیب تو نہین کرتا۔ پر آثار اس کے خلاف ہین۔ کیونکہ جب آپ حضرت مرزا صاحب کی نیکی کے قائل ہوئے۔ جس کی ایک جزو یہ بھی کہ کسی انسان پر کذب افترا نہیں کرتے تو کیا اب انسانوں سے بڑھ کر خدا پر افترا کرنے لگے۔ کہ خدا مجھے کہتا اور بار بار بڑی صفائی سے کہتا ہے کہ تو ہی مھدی اور مسیح موعود ہے۔ ہرقل نے ابو سفیان سے آن حضرت کی راست گوئی کی خبر سنکر آپکے دعوی نبوت مین صادق ہونے کے لئے یہی استدلال کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ پس کیا ہی افسوس ہے۔ کہ ایک غیر مسلم کو تو یہ استدلال سمجھ مین آئے اور ایک مسلمان حکیم کے خیال مین نہ آئے اور اگر یہ کہو کہ ہم افترا نہین کہتے ہین۔ تو اس کی نسبت یہ عرض ہے۔ کہ حال اس کو نہین کہتے کہ ایک انسان میں نہ ہو اور وہ خیال کرے کہ مجھ مین ہے یہ تو جنون اور جہالت اور بیوقوفی ہے۔ بلکہ حال اس کو کہتے ہین کہ جیسا وہ زبان سے کہتا ہے فی الحقیقت ہی وہ امر اس مین موجود ہو اور اس کا پورا پتہ اس سے چلتا ہے کہ حال کو قال کے مقابل استعمال کرتے ہین پس جب آپنے یہ تسلیم کیا کہ نبوت کا دعوی حضرت مرزا صاحب کا حال ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ جیسا مرزا صاحب قال سے کہتے ہین کہ مین نبی اور مسیح ہوں۔ اسی طرح وہ فی الحقیقت نبی اور مسیح ہیں۔ اور جب آپ یہ کہتے ہین کہ مرزا صاحب نبی نہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ مرزا صاحب فی الحقیقت نبی نہیں بلکہ نبوت کے دعوے مین خدا پر افترا کرتے ہین۔ پس یہ دونون باتین آپس مین ہرگز جمع نہین ہو سکتیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہین کہ نبوت حضرت مرزا صاحب کا حال ہے۔ تو پھر آپنے ان کی نبوت کو تسلیم کیا۔ . . .

. . . اور اگر یہ کہتے ہین کہ مرزا صاحب نبی نہین تو ضرور آپ نے ان کو مفتری علی اللہ قرار دیا۔ جو کہ ان کی نیکی کے قائل کی شان سے بعد المشرقین کے برابر دور ہے پھر جب آپ کہتے ہین کہ دعوی نبوت کے سوائے اور سب کچھ مانتا ہوں اور نبوت کے سوا مرزا صاحب کا یہ بھی دعوی کہ مین مجدد اور مھدی ہوں اور آپ کے قول مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان دونون باتون کو مانتے ہین پھر کیسی تعجب کی بات ہے کہ آپ ایک شخص کو مجدد اور مھدی بھی تسلیم کرتے ہین اور پھر نبوت کا جھوٹا مدعی بھی مانتے ہین اور یہ بھی کہ وہ قرآن مجید اور علم رسول کو نہین سمجھا اور یہ کہ مولوی بلکہ شاہ روم اور امیر حبیب اللہ اس سے زیادہ اور ٹھیک سمجھتے ہین اور یہ کہ جب تک یہ اس کی بات پر فتوی نہ دین تو اس مھدی اور مجدد کی بات قابل اعتبار نہین پھر تو مھدی اور مجدد کیا ہوا۔ مولویون اور سلطان عبد الحمید خان اور امیر حبیب اللہ کا بے چپرا اس چپراسے ہوا۔ نیز یا تو آپ حضرت مرزا صاحب کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ نبوت آپکا حال ہے یعنی فی الحقیقت نبی ہین یا یہ کہ نبوت آپکا قال ہے اور حال نہین یا یہ کہ آپ کو دونو باتون مین سے کسی ایک کا علم نہین ہوگا۔ اول صورت مین آپنے جن لوگون کو حضرت اقدس کی بیعت کے لئے بھیجا ہے بہت اچھا کیا ہے پر خود بیعت نہ کرنے مین اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کے سخت عتاب کے نیچے آئے اور قاعدہ ہے کہ حق کی معرفت کے بعد بھی جب کوئی اپنا قدم نہین بڑھاتا تو آخر وہ معرفت اس سے چھین لی جاتی ہے یا اس کی اتباع سے اس کو روک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جن کے حق مین اتامرون الخ نازل ہوا ان کی نسبت یہ بھی آیا ہے۔ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ اور یہ کہ افتطمعون ان یؤمنوا لکم الخ اور دوسری صورت مین آپنے دیدہ و دانستہ بہت سے مسلمانون کو گمراہ کیا کہ ایک غیر نبی اور مفتری کو نبی منوایا۔ جو کہ بہت بڑا گناہ ہے اور تیسری صورت مین بھی برا کیا۔ اور یضل الناس بغیر علم کے عتاب کے نیچے آئے۔ ایسی کارروائی سے بہت توبہ اور استغفار چاہیئے

اب مین آپ کے جواب کو ختم کرتا ہون ہاں اس قدر کہنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسے اعتراضون یا شکون کے رفع کرنے کا عمدہ طریق یہی ہے کہ چند دن کے لئے آپ یہان پر تشریف لے آئین یا حضرت اقدس کی کتابین غور اور تدبر سے پڑھیں۔ اور سچی استغفار کے بعد حق و باطل مین فرق کرنے کے لئے خدا سے دعا مانگین۔

فقط۔ الراقم۔ محمد سرور احمدی

فارم وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مین مسمی ــ ولد ــ قوم ــ سکنہ ــ تحصیل ــ ضلع بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ۔ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ ــ ماہ ــ سنہ حسب ذیل وصیت کرتا ہون۔ اور لکھدیتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مین اقرار کرتا ہون کہ مین حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہون اور ان کا مرید اور پیرو ہون۔

(۳) مین اقرار کرتا ہون کہ مین نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا یا سن لیا ہے۔ مین ان ہدایات کا جو اس مین درج ہین پابند ہون اور ایسا ہی مین ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے۔ یا آیندہ شائع ہون گے۔ مین ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثار میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا مین پابند رہین گے

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ . . . . . . اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد مین میرا کوئی شریک نہین۔ مین آج کی تاریخ اس جایداد کے . . . حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہون کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ . . . ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کی کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس مین شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کے مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہین اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہے۔

(۵) مین اقرار کرتا ہون کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مین اگر کوئی اور جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کرون۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ما سوا جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر مین نے فقرہ ماسبق (نمبر ۴) وصیت ہذا مین کیا ہے۔ مین ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا

(۶) مین یہ بھی وصیت کرتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر مین قادیان مین فوت ہون تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق مین بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہین۔ یا آیندہ شائع ہون گے۔ دار الامان قادیان مین پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہونا ان اخراجات کے متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر مین نے فقرہ چہارم اور پنجم مین کیا ہے نہ ہوگی۔ بلکہ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے مین رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالہ کر دون گا جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے مین کرا دون گا اور اگر ان اخراجات کے لئے مین کوئی رقم اپنی زندگی مین الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہو گی۔ تو میری دیگر متروکہ جایداد جس مین یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثار ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہون گے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہون گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھین گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ مینے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہین میری لاش مقبرہ بہشتی مین دفن نہ ہو سکے یا قادیان ہی نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے بعض مصالح اجازت نہ دین کہ میری لاش مقبرہ بہشتی مین دفن ہو سکے تو اس صورت مین بھی میری یہ وصیت جو مین نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ مین کیا گیا ہے درست اور قایم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی مین پہنچانیکی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دین میری لاش کہین اور دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کہین اور دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی مین دفن نہ ہو سکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش مین جمع کرا چکا ہونگا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہو گی تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہو گا

نوٹ۔ جو احباب پہلے وصیتین حضور علیہ السلام کو بھیج چکے ہین۔ یا جنہون نے وصیت کے مسودے یا اور ہدایات کے متعلق خطوط لکھے تھے۔ وہ سب اس فارم وصیت اور ہدایات کو مطالعہ کر کے ان کے مطابق اپنی اپنی وصیتین بھیجدین اور الگ جوابی خطوط کا انتظار نہ کرین۔

اس سے کسی شخص کو بھی انکار نہین۔

کہ انسانی زندگی و بقائے صحت کا دارومدار صرف غذا پر ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ انسان اناج کا کیڑہ ہے جب انسان کی غذا ہی کم ہوگئی۔ تو اس کا نتیجہ سوائے کمزوری۔ لاغری۔ سستی اور زندگی تلخ ہو جانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ غذا کا کم ہو جانا دو صورتون سے ممکن ہے۔ ایک تو غذا کا کافی طور سے چبا نہ سکنا۔ اور دوسرے اس کا اچھی طرح سے ہضم نہ ہونا۔ یعنی کمزوری دندان اور ضعف معدہ۔ کہ جن کو اطبائے ام الامراض اور سرچشمہ امراض لکھا ہے۔ اگرچہ آج کل کمزوری دندان اور ضعف معدہ عام مرض ہوتے جاتے ہین۔ لیکن یہ بات بہت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ اس کے علاج کی طرف بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے۔ یہ نہین جانتے۔ کہ یہی مرض بگو ناگون اور سخت امراض کا باعث ہو کر آخرش لا علاج ہو جاتی ہے۔ ہمارے

"خوشبودار منجن دندان"

سے ہلتے دانت مضبوط۔ مسوڑھون کا گوشت درست۔ خون کا جانا بند۔ بدبو دبیلا پن دور۔ دانت موتیون کی طرح صاف و چمکدار ہو جاتے ہین۔ دانت گرنے سے محفوظ رہتے ہین۔ کیڑا لگنے نہین پاتا۔ یہی باعث ہے۔ کہ [illegible] ہر قسم کی امراض دندان سے ہمیشہ کے لئے بچتا ہے۔ ہمارا

چورن عزیزی یعنی نمک سلیمانی

امراض شکم و امعاء و ضعف معدہ۔ بدہضمی۔ قراقر۔ باد گولا۔ درد شکم۔ پیچش۔ سنگرہنی۔ تخمہ۔ قولنج۔ ہیضہ۔ طحال۔ درد سر کھٹے ڈکارون کا آنا۔ سینہ جلنا۔ منہ سے بد مزا پانی کا چھوٹنا۔ نفخ کا ہو جانا۔ غذا کا اچھی طرح ہضم نہ ہونا۔ کافی بھوک کا نہ لگنا۔ وغیرہ وغیرہ جملہ امراض معدہ و شکم کے لئے بے مثل ہے۔ ہمارا نمک سلیمانی خوش مزا خوشبودار۔ خوراک کا تھوڑا۔ مول خون صالح۔ چہرے کے رنگ کو نکھار نیوالا ہے۔ علاوہ ان کے یہ وصف عجیب اس مین پایا گیا ہے۔ کہ اگر قبض ہو۔ تو پیٹ کو نرم کر دیتا ہے۔ اور اگر دست آتے ہون تو پیٹ کو اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ ہمارا دعوی ہے۔ کہ اس کے ایک ماہ کے استعمال سے غذا دگنی ہو جاتی ہے۔ دودھ اور گھی کے ہضم کرنے مین بے مثل ہے۔ قیمت فی بکس جس مین ایک شیشی نمک سلیمانی اور ایک بکس منجن کا ہوتا ہے۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ قیمت بکس [illegible] تین شیشی نمک سلیمانی اور چار بکس منجن کے ہوتے ہین چار روپیہ (للعہ)

المشتھر

حکیم منشی محمد عبد العزیز کامل کارخانہ مخزن الصحت کامل الحکمۃ

لاہور

نہایت ہی مفید و ضروری کتابین مؤلفہ ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی

(۱) تفسیر القرآن بالقرآن جسمین تمام اخلاقی اور روحانی مسائل کی تفسیر قرآن مجید سے۔ قصص کی تشریح احادیث صحیحہ اور تورات و انجیل مروجہ سے۔ پیشگوئیون کا اثبات واقعات و تواریخ معتبرہ سے۔ علمی نکات کا بیان علوم جدیدہ محققہ سے کیا گیا ہے تمام باطل قصون کو چھوڑ دیا گیا اور تمام اعتراضون کا رد محققانہ طور پر کیا گیا ہے حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کے الفاظ اس تفسیر کی نسبت یہ ہین نہایت عمدہ ہے شیرین بیان ہے نکات قرآنی خوب بیان کئے ہین۔ دل سے نکلی اور دلون پر اثر کرنیوالی ہے قیمت بلا جلد ہے مجلد ہے۔

(۲) حمائل التفسیر یعنی تفسیر القرآن بالقرآن حمائل جسمین تمام ترجمہ اور مضامین بھی ہین۔ طبع ثانی کی جسمین بہت کچھ نوٹ اور نکات زیادہ لکھے گئے ہین قیمت بلا جلد ہے مجلد ہے

(۳) تفسیر القرآن بالقرآن انگریزی طبع ثالث جسمین اصل تفسیر القرآن کی نسبت بعض نوٹ اور نکات زیادہ ہین قیمت مجلد ہے

(۴) تذکرۃ القرآن بابت ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء قرآنی مضامین پر بسوط بحث قیمت فی سال مجلد ہے

(۵) تفسیر سورہ فاتحہ و پارہ الم قیمت ہے (۶) تفسیر پارہ عم قیمت ہے

(۷) مفتاح القرآن صرف و نحو کا عجیب و غریب رسالہ ہے جسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ مین پڑھکر قرآن مجید [illegible] پڑھ سکتا ہے قیمت ہے (۸) مفتاح العرب اس کے ذریعہ معمولی اردو خوان عربی صرف و نحو پر دو مہینہ مین حاوی اور مشاق ہو سکتا ہے قیمت ہے

(۹) جامع العلوم یعنی میڈیکل سائی کلوپیڈیا اردو۔ یہ حقیقت مین علم ڈاکٹری طب کا پورا کتب خانہ ہے جسمین (۱) علم الادویہ (۲) اقسام الادویہ و طاقہائے جسمانی (۳) علم دواسازی (۴) علم تشریح الامراض (۵) علم طب (۶) علم امراض النسوان (۷) علم امراض الصبیان (۸) جنرل سرجری یعنی جراحی عام (۹) آنکھ کی سرجری یعنی جراحی چشم (۱۰) اٹھی سرجری یعنی جراحی حقیقیہ (۱۱) علم قابلہ (۱۲) علم اسرار الاعضاء (۱۳) علم تشریح (۱۴) علم حفظ صحت (۱۵) پریکٹیکل کیمسٹری (۱۶) طب متعلقہ عدالت (۱۷) علم سمیات پر کامل بحث ہے۔ کل قیمت ۱۲ جلد للعہ۔ علاوہ محصول ڈاک

(۱۰) میڈیکل سائی کلوپیڈیا انگریزی۔ زیر طبع ہے قیمت ایک جلد للعہ

(۱۱) مفید عام۔ علم طب اور ڈاکٹری کی کامل لغت ہے طبع ثانی مین بعض کو ساتھ اسکی علامات تشخیص اسباب تشریح اور ماہیت کامل طور پر درج کر دیگئی ہے پہلی کی نسبت مضمون قریباً دو چند ہو گیا ہے۔ قیمت ہے (۱۲) تشخیص الامراض اسمین تمام امراض طبی و جراحی کی تشخیص و تشریح بہ ترتیب لغت درج ہے قیمت ہے

(۱۳) رسالۃ الاعضائے مخصوصہ۔ اس مین اعضائے مخصوصہ کے متعلق تمام بیماریون اور کمزوریون کا علاج اور تمام ادویہ کا ذکر کامل طور پر درج ہے۔ قیمت ہے (۱۴) مفید الذریات الصبیان [illegible] بچے کو پیش آجاتے ہین۔ یا ماوان دائیون کے ہاتھ سے اٹھانے پڑتے ہین قیمت ہے

(۱۵) الذکر الحکیم نمبر ۱۔ اس مین خوابون کی سچی فلاسفی اور اما م الوقت کا ذکر ہے قیمت ہے (۱۶) الذکر الحکیم نمبر ۲۔ یہ سورۃ فاتحہ کی بسوط تفسیر ہے

یہ کتب پتہ ذیل پر مل سکتی ہین

فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال

صداقت کا جھنڈا

اس کارخانہ نے اول ہی اول ہندوستان مین اپنے شائقین کے اطمینان کی غرض سے یہ عجیب ڈھنگ نکالا ہوا ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ بعد پسند جسکا دل چاہے قیمتاً طلب کرے

سرمہ سلیمانی یہ وہ سرمہ ہے جو استعمال کے اول ہی روز سے اپنا جادو نما اثر دکھلانا شروع کر دیتا ہے اور جملہ امراض چشم مثل آنکھون سے پانی بہنا۔ کمزوری بصارت۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ شب کوری وغیرہ وغیرہ کو اس طرح رفع کرتا ہے۔ جیسے آفتاب تاریکی کو۔ اور قیمت صرف ۸ روپے ہے۔

سنون دندان۔ لو اب کسی کو امراض ڈاڑھ و دانت تکلیف نہین دے سکتے کیونکہ اس سنون کے استعمال سے خواہ ڈاڑھ پھولی ہو یا مسوڑھے مین درد ہو یا خون آتا ہو۔ دانت ہلتے ہون۔ منہ سے بدبو آوے یا دانت مین ایک دفعہ لگانا ہے۔ پھر مریض بھلا چنگا ہو جاتا ہے۔ چند یوم کے استعمال سے پھر مرض نہین ہوتا۔ دانت مثل موتی چمکنے لگتے ہین۔ قیمت فی بکس جو عرصہ تک کافی ہے صرف ہے

سونے چاندی کی گولیان۔ یہ دوا اسم بامسمی ہے۔ جو صاحبان اپنی قوت کو فاتحہ دے چکے ہین یا عمر کی ضعیفی نے قویٰ کو کمزور کر دیا ہے۔ یا کثرت نے اعضاء کو ڈھیلا بنا دیا ہے۔ یا بچپن کی بے اعتدالیون نے بیکار بنا دیا ہے وہ ہمارے ان حبوب کا استعمال کرین۔ پھر دیکھئے۔ کہ آپ کیونکر اپنی کمزوری کے شاکی ہو سکتے ہین۔ یہ حبوب حلق سے اترتے ہی اپنا اثر تمام پٹھون پر کر دیتی ہین۔ پس کمزور کو آب حیات ہین۔ قیمت ساٹھ عدد حبوب عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈہ ضلع دہلی

روزانہ پیسہ اخبار لاہور

ہندوستان بھر مین بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے۔ ہر روز با تصویر چھپتا ہے ہر روز ایک ہی اکٹھی کالمون سے موجود ہوتا ہے تازہ سے تازہ خبرین اور تارین ہر روز چھپ جاتی ہین اس کا ایڈیٹوریل اسٹاف اعلیٰ درجہ کا ہے۔ رائین اور واقعات نہایت مدلل اور معقول ہوتی ہین۔ یہی وجہ ہے تمام حلقون مین نہایت عزت اور وقار سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ رئیس و رعیت دونون کا دلی دوست اور خیر خواہ ہے اگر آج تک آپ نے دیکھا نہ ہو۔ تو ایک بار ضرور ملاحظہ فرمائیے نمونہ مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ صرف ہے (یعنی چار روپیہ) پیشگی لینے پر جاری ہوتا ہے۔ درخواستون کا پتہ۔ مینیجر پیسہ اخبار لاہور

روزانہ اخبار عام

تازہ بتازہ خبرین۔ دلچسپ ایڈیٹوریل۔ ہر روز لاہور سے نکلتا ہے۔ پنجاب کا سب سے پہلا اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہی ہے۔ دلچسپ اور مقبول خلائق۔ نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھین

مینیجر روزانہ اخبار عام

بدر پریس قادیان مین میان معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔